رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

رجسٹرڈ انگلش ( )

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ

سالانہ .... لے

ششماہی .... ے

سہ ماہی .... عہ

قیمت فی پرچہ (۲)

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد (۲) | یکم بہمن ۱۳۵۲ف | ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ | ۵ دسمبر ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۳۴)

مفاہمت کی کوشش

اس کی ناکامی کے اسباب

"انڈی پنڈنٹ انڈیا" کا تبصرہ

کانگریس اور مسلم لیگ کے مابین مفاہمت کی جو کوششیں ہو رہی ہیں ان کا ناکام ہونا خلاف توقع نہ تھا۔ مسلم لیگ نے مختلف مواقع پر وہ شرائط پیش کر دیے تھے جن کو قبول کئے بغیر کانگریس اور لیگ میں سمجھوتہ ناممکن تھا۔ کانگریس نے ان شرائط کو مسترد کر دیا تھا اور کسی بات سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کانگریس اپنی روش پر نظر ثانی کرنے تیار ہے۔ جب تک یہ صورت حال برقرار رہے گی مفاہمت کی کوششوں میں صرف وقت ضائع ہوگا۔

لیکن مفاہمت کی کوشش کی اصلی غایت یہ تھی کہ کانگریس اور حکومت کے مابین کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ اکثر صلح کاروں کے نزدیک مسلم لیگ مردود ہو چکی ہے اور وہ حکومت کی روش کی وجہ سے مسلم لیگ پر توجہ کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ اگر وہ حکومت کو اس بات پر راضی کر سکیں کہ مسلم لیگ کو نظر انداز کر کے کانگریس سے سمجھوتہ کرے تو اس سے زیادہ کوئی بات ان کے لئے باعث مسرت نہ ہوگی۔ ان کا منشا صرف یہ ہے کہ حکومت اور کانگریس کے مابین سمجھوتہ ہو جائے اور مسلم لیگ ان کے نقشہ میں ایک غیر اہم عنصر کی حیثیت سے داخل ہو جائے۔

اختلاف کی وجہ

کانگریس اور حکومت کے مابین اختلاف کیا ہے؟ صلح کاروں کا خیال ہے کہ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حکومت نے پورے اقتدارات کے ساتھ قومی حکومت تشکیل دینے سے انکار کر دیا۔ حکومت نے واضح کر دیا ہے کہ کس وجہ سے وہ کانگریس کے مطالبات کو قبول کر کے ان کو روبہ عمل نہیں لا سکتی۔ ایک بڑی وجہ بتائی گئی ہے کہ ہندوستان کی سیاسی زندگی کے اہم عناصر خاص کر کانگریس اور مسلم لیگ کے مابین کوئی اتحاد خیال نہیں ہے۔ اگر اس دشواری کو رفع کرنا مقصود ہو تو صلح کاروں کو چاہئے کہ ان دو اداروں سے رجوع کریں نہ کہ حکومت سے۔ صلح کاروں کا خیال ہے کہ کانگریس کے مطالبہ کو مسترد کرنے کے متعلق حکومت نے جو وجوہ پیش کئے وہ قابل قبول نہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ حکومت ان وجوہ کو نظر انداز کر دے۔ ان کا اصلی موقف یہی ہے۔ اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کی وہ کوشش کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ مفاہمت سے زیادہ شر انگیزی کا باعث ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ہر شخص جو ہندوستان کی صورت حال سے کچھ بھی واقف ہے وہ جانتا ہے کہ مسلم لیگ اس نتیجہ پر پہنچ کر تسلیم کرنے تیار نہیں۔ وہ ایسے سمجھوتہ کو قبول نہیں کرے گی جس میں اس کو شریک نہ کیا گیا ہو اور اگر کوئی یکطرفہ سمجھوتہ ہو گیا تو وہ کانگریس سے زیادہ ہنگامے برپا کرے گی جیسا کہ اس کے قائدین نے متعدد بار تنبیہ کیا ہے۔

جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ کانگریس کا مطالبہ قبول نہ کر کے حکومت نے غلطی کی ہے اور کانگریس کی تائید کے بغیر ہندوستان میں ساعی جنگ کامیابی سے جاری نہیں رہ سکتے وہ کانگریس کی طرف جھک جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اگر حکومت نے کانگریس کے مطالبہ کو مسترد کر کے غلطی کی ہے تو حکومت کو یہ مطالبہ قبول کرنے کی ترغیب دی جانی چاہئے اور اگر ترغیب سے کام نہ چلے تو دباؤ ڈالنا چاہئے۔ لیکن جب دباؤ ڈالا جاتا ہے تو انتشار اور امن سوزی کی تحریک شروع ہو جاتی ہے۔ اور آج کانگریس یہی کر رہی ہے۔ اگر ان صلح کاروں کے نیات اور ان کی کوششوں میں کوئی خلوص ہے تو انہیں بھی ترغیب کی کوشش میں ناکام ہونے کے بعد یہی راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ اس طرح مفاہمت کی کوششوں میں شر انگیزی بالقوہ موجود ہے۔ ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو آرام کرسی پر بیٹھ کر رائے زنی کرتے ہیں۔ یہ بہت ممکن ہے کہ وہ خود کوئی شر انگیز تحریک شروع نہ کریں۔ لیکن اس سے ان کی کوششوں کی نوعیت نہیں بدل سکتی۔

صلح کاروں کا فرض

اس کے برعکس اگر یہ صلح کار یہ سمجھتے ہیں کہ کانگریس کی موجودہ سرگرمیاں غلط اور ملک کے بہترین مفاد کے منافی ہیں تو انہیں کانگریس کی طرف رجوع ہو کر کانگریس کو ان سرگرمیوں سے باز رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کو ترغیب دینا چاہئے کہ وہ جنگ سے متعلق صحیح نقطہ نظر اختیار کرے اور ساعی جنگ میں حکومت کے اقوال اور پالیسی سے قطع نظر کر کے پورے جوش و خروش اور مستعدی کے ساتھ حصہ لینے کے لئے تیار رہے۔ اگر ایک بار یہ ہو گیا تو سمجھوتہ کے راستہ میں جو موانعات حائل ہیں وہ دور ہو جائیں گے۔ پس اگر یہ صلح کار دیانت اور سچائی کی خواہش

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۱) پر

مملکت ہفتہ وار

جلد (۲) | یکم بہمن ۱۳۵۲ ف روز شنبہ | نمبر ۳۴

انکم ٹیکس کا نفاذ کس لئے ضروری ہے

۱۳۵۲ ف کے موازنہ پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حکومت حیدرآباد کو آئندہ مالی دقتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس کا بھی اندیشہ ہے کہ محاصل میں جو اس وقت رائج ہیں اور زیادہ کمی نہ ہو جائے۔ اس لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ایسے طریقوں پر غور کیا جائے جن سے حکومت اور رعایا کو آئندہ مالی دقتوں سے دوچار ہونا نہ پڑے۔ ایک طرف حکومت کو آمدنی میں کمی ہونے کا خدشہ ہے تو دوسری طرف ملک میں گرانی کے مہلک اثرات آئے دن بڑھتے جا رہے ہیں۔ جہاں موازنہ کو متوازن کرنے کے لئے جدید محاصل عائد کرنا ضروری ہے وہاں یہ امر بھی انتہائی اہمیت رکھتا ہے کہ ایسے تمام طریقے اختیار کئے جائیں جن کی وجہ سے گرانی ملک کے باشندوں کی اکثریت کے لئے اور زیادہ مہلک اور مضرت رساں ثابت نہ ہو۔ جدید محاصل عائد کرنے کے ساتھ ساتھ اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ ملک کے عام اور بالخصوص غریب طبقوں پر سے گراں محاصل کا بار ہلکا کیا جائے۔

چند تجاویز

ہم نے اپنی ماہ دی کی اشاعت میں ۱۳۵۲ ف کے موازنہ پر بحث کرتے ہوئے موازنہ کو متوازن کرنے کے حسب ذیل چار طریقے بیان کئے تھے۔

(۱) مصارف نظم و نسق میں کمی

(۲) قرض کے ذریعہ پابجائی

(۳) توفیر آمدنی کی اسکیموں کو روبہ عمل لانا

(۴) انکم ٹیکس اور دیگر محاصل

مصارف نظم و نسق کو گھٹانے کے سلسلہ میں ہم نے یہ رائے ظاہر کی تھی مصارف کو اس حد تک نہ گھٹایا جائے کہ اس سے کارکردگی متاثر ہو جائے۔ مصارف کو ایک معقول حد تک گھٹا کر موازنہ کو متوازن کرنے کے لئے آمدنی کے دوسرے ذرائع تلاش کئے جائیں۔ قرض کے ذریعہ خسارہ کی پابجائی کے متعلق ہم نے عرض کیا تھا کہ جو رقم حکومت قرض کے ذریعہ حاصل کر کے صرف کرتی ہے وہ منفعت بخش نہیں ہوتی۔ اس کے بجائے جب افراد ملک یا کمپنیاں کسی کاروبار میں سرمایہ لگاتے ہیں تو وہ منفعت بخش ثابت ہوتا ہے۔ ہم نے صدر المہام بہادر فینانس کی اس رائے سے اتفاق کیا تھا کہ "یہ امر کسی طرح مستحسن نہیں کہ آئندہ نسلوں پر ایسے اقراب کا بوجھ چھوڑا جائے جن سے بعض طبقات اس وقت متمتع ہو رہے ہیں۔" آمدنی کے دوسرے ذرائع تلاش کرنے کی نسبت ہم نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ:

"کسی ملک کے مالیہ کو مستحکم کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ توفیر آمدنی کی تمام اسکیموں کو روبہ عمل لایا جائے جوں جوں ملک کی دولت میں اضافہ ہوگا مملکت کا مالیہ بھی مستحکم ہوتا جائے گا۔ حیدرآباد میں توفیر آمدنی کے لئے صنعت و حرفت کی ترقی، تجارت کی ترقی اور ذرائع حمل و نقل کی ترقی از بس ضروری ہے۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ موازنہ کے موجودہ خسارہ کی پابجائی فوراً ان اسکیموں سے نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر یہ اسکیمیں اس وقت شروع کی جائیں تو چند سال کے بعد ہمارا مالیہ صحیح معنوں میں مستحکم ہو جائے گا۔ ......

موازنہ کو متوازن کرنے کا سب سے اہم اور ناگزیر طریقہ جدید محاصل عائد کرنا ہے۔ جدید محاصل کی حسب ذیل تین قسمیں ہو سکتی ہیں (۱) انکم ٹیکس۔ (۲) دوران جنگ میں عارضی ٹیکس۔ (۳) تعیشات پر محصول۔

محصولات عائد کرنے کے بنیادی اور مستحسن اصول حسب ذیل ہیں۔ (۱) محصول عائد کرتے وقت افراد کے ادا کرنے کی قابلیت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے اور افراد پر محصول اس لئے عائد کرنا لازم ہے کہ مملکت ان کی حفاظت کرتی اور آسائش بہم پہونچاتی ہے۔ (۲) کوئی ایسا محصول عائد نہ کیا جائے جو کسی فرد کے اپنی ضروریات زندگی فراہم کرنے میں مانع ہو۔ (۳) محاصل کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ کسی فرد کی بلا مشقت حاصل کی ہوئی دولت سے ملک کو فائدہ پہونچے ......

حیدرآباد میں نظم و نسق کے اخراجات میں سرمایہ دار طبقوں کا کوئی حصہ نہیں ہے حالانکہ وہ نظم و نسق کے فوائد سے پوری طرح متمتع ہوتے ہیں۔ بعض افراد محاصل کے بارے میں یہ پروپگنڈہ کر رہے ہیں کہ انکم ٹیکس عائد ہونے سے ایک طرف رعایا کے عام طبقے متاثر ہوں گے اور دوسری طرف ملک کی قدیم روایات سے انحراف ہوگا۔ یہ دونوں باتیں سراسر غلط ہیں۔ انکم ٹیکس انہی طبقات پر عائد کیا جاتا ہے جن میں ادا کرنے کی قابلیت ہوتی ہے ...... تعیشات پر ٹیکس عائد کرنا نہ صرف زمانۂ جنگ بلکہ زمانۂ امن میں بھی ضروری ہے تاکہ اس قسم کے محاصل ادا کر کے ملک کے دولت مند طبقے نظم و نسق کے اخراجات میں حصہ لیں۔"

ہر شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ ملک کے چند خوش حال طبقوں کو جن کی خوش حالی ملک کی روایات اور رعایا کی رہین منت ہے غیر معمولی حالات سے نپٹنے کے لئے چند قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ ملک کے امراء، جاگیرداروں اور تاجروں کا یہ فرض ہے کہ ایسے محاصل کو خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کریں جو ملک کے غیر معمولی حالات کو دور کرنے کے لئے عائد کئے جا رہے ہوں۔ ملک کے امراء اور ساہوکاروں کے اندوختوں اور آمدنیوں میں اس قدر گنجائش ہے کہ وہ اپنے تعیشات اور جمع اندوزی کو روک کر ملک کے موازنہ کو کافی مستحکم بنا سکتے ہیں۔

جنگ کے اثرات

ملک کے امراء اور خوش حال طبقوں نے گراں بہا اور خطیر چندے جنگ کے لئے عطا کئے ہیں کا مقصد یہی تھا کہ جنگ کے غیر معمولی حالات کا مقابلہ کیا جائے۔ ریاست حیدرآباد کا سرمایۂ جنگ میں حصہ لینا امراء اور ساہوکاروں کا دل کھول کر چندہ دینا اسی جذبہ کے تحت تھا کہ اپنے حلیفوں کی امداد خود اپنی امداد ہے۔ لیکن اب جب کہ ملک کے اندر ہی جنگ کے اثرات گرانی کی صورت میں بدل چکے ہیں، اور اشیاء کی درآمد و برآمد کا توازن بگڑ جانے سے نیز ملک کی عام غربت کی وجہ سے محاصل کم ہوتے جا رہے ہیں تو قومی تعمیری اسکیمیں کس طرح روبہ عمل لائی جا سکتی ہیں۔ زمانۂ جنگ میں ملک کو دشمن کے حملوں سے محفوظ رکھنا کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ رعایا میں اپنے اتحاد قائم رہے۔ اگر رعایا گرانی سے پریشان ہو جائے تو تعمیر کے کام رک جائیں۔ [illegible]

دوا میں نہ ملیں، منقدات کے استعمال میں تعویق ہو، رشوت ستانی کا انسداد نہ کیا جائے، رسل و رسائل میں جو دقتیں پیش آتی ہیں اور امراض متعدی جو پھیل جاتے ہیں، صنعتی کاموں کو فروغ نہ دیا جائے اور بیروزگاری کا حل نہ نکالا جائے تو ملک کی خوش حالی اور امن پر جو اثر پڑ سکتا ہے محتاج بیان نہیں۔ ملک کے مالدار طبقوں کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ نہ صرف خیرات کے نقطہ نظر سے نہیں بلکہ کاروباری نقطہ نظر سے ملک کی اہمیت کا اندازہ لگائیں اور سوچیں کہ اگر ملک میں مالی ابتری پھیل گئی تو خود امیری اور ساہوکاری معرض خطر میں آجاتی ہے۔ اس لئے ان طبقوں کو چاہئے کہ حکومت سے اشتراک عمل کر کے موازنہ کو متوازن کرنے میں مدد دیں تاکہ حکومت ایک طرف جنگ سے پیدا شدہ غیر معمولی حالات کا مقابلہ کر سکے اور دوسری طرف قومی تعمیر کے کام جاری رکھ سکے۔

غرض کہ موجودہ نازک صورت حال سے نبٹنے کے لئے ملک کے مالدار طبقوں کو آمادہ اور مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ حکومت کے ان تمام محاصل کو بطیب خاطر قبول کریں جو ان کے تمولات، آمدنیوں، منافع اور دوسری آمدنیوں پر عائد کئے جائیں۔ اس کی عملی صورت انکم ٹیکس کے نفاذ میں ظاہر ہو سکتی ہے۔ ہم توقع کر سکتے ہیں کہ ملک کی رائے عامہ موجودہ ناموافق حالات کے تحت انکم ٹیکس کو ناگزیر تصور کرتی ہے۔ انکم ٹیکس کی وجہ سے ایک طرف تو موازنہ متوازن ہو سکے گا اور دوسری طرف اس کا بڑا حصہ قومی تعمیر کے کاموں پر صرف ہو سکے گا۔ بعض ساہوکاروں کو ہم نے کہتے سنا ہے کہ اگر انکم ٹیکس نافذ کیا گیا تو اشیاء کی قیمتیں بڑھ جائیں گی۔ انکم ٹیکس کے خلاف یہ بہت ہی بودا استدلال ہے۔ اشیاء کی قیمتیں طلب و رسد کے قانون پر منحصر ہوتی ہیں نہ کہ ساہوکاروں اور تاجروں کی مرضی پر۔ عوام کے خیالات کو ایسے غلط استدلال سے متاثر کرنے کی کوشش بے سود ہے۔

حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس

نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ آسمان جاہی کی صدارت میں ہفتہ گزشتہ حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کا چودھواں سالانہ اجلاس بمقام [illegible] منعقد ہوا۔ حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس ایک قدیم ادارہ ہے جس نے ملک کی تعلیمی ترقی میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ ملک کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بہت سے افراد ایسے ہیں جن کی تعلیم اسی ادارے کی رہین منت رہی ہے۔ کچھ عرصہ تک اس ادارہ کی سرگرمیاں کچھ سست ہو گئی تھیں مگر گزشتہ دو تین سال سے مولوی عبدالرحمن خان صاحب سابق صدر کلیہ جامعہ عثمانیہ کی دلچسپی نے اس میں زندگی کے آثار پیدا کر دئے اور اس سال نواب ظہیر یار جنگ بہادر کی صدارت نے اس میں جان ڈال دی۔ ملک کے چند اداروں کی سرگرمیوں میں بڑا حصہ لینا ایک فال نیک ہے۔ نواب صاحب موصوف نہ صرف ایک امیر پائیگاہ ہیں بلکہ جامعہ عثمانیہ کی ایک فارغ التحصیل ہستی ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ ملک کے نوجوانوں کی بہت سی امیدیں آپ سے وابستہ ہیں۔ نواب صاحب کے خطبہ صدارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو نہ صرف ملک کے تعلیمی بلکہ معاشی اور سماجی مسائل سے بھی خاص دلچسپی ہے۔ اس خطبہ میں آپ نے تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ صنعتی احیاء، باہمی امداد اور دیہات سدھار کے مسائل پر بھی بحث فرمائی ہے۔ رعایت جاگیر کے تعلیمی مسئلہ پر بحث کر کے آپ نے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ وقت کے ایک اہم مسئلہ سے جو امراء اور جاگیرداروں سے براہ راست تعلق رکھتا ہے غافل نہیں ہیں۔ نواب صاحب نے ملک کی تعلیمی ترقی میں امراء اور جاگیرداروں کے تعاون عمل کی تلقین فرمائی ہے۔ ہم اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

اس کانفرنس میں جو قرار دادیں منظور کی گئی ہیں ان میں سے حسب ذیل خاص طور پر اہمیت رکھتی ہیں۔ (۱) ہر مستقر صوبہ پر صنعتی مدارس نسواں کا قیام (۲) سررشتہ تعلیم صنعت و حرفت کے بجٹ کی رقم میں جلد از جلد اضافہ (۳) اضلاع کے ہر مستقر میں [illegible] اور مرکز اضلاع میں زنانہ مدارس کا قیام (۴) بلدہ و بلدہ حیدرآباد اور مستقر صوبہ جات پر جبری تعلیم کا نفاذ (۵) درسی کتب اور سامان تعلیم کی ارزانی کی ضرورت اور درسی کتب کی بار بار تبدیلی کا امتناع۔ وغیرہ۔

ان قرار دادوں پر ہم آئندہ تفصیلی بحث کریں گے۔ یہاں ہم صرف ارباب کانفرنس کو اس امر کی جانب متوجہ کرانا چاہتے ہیں کہ تعلیم کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ اہل ملک میں ایک مشترکہ ذہنیت پیدا ہو جس کو ملکی شعور سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ نظام تعلیم کو ایک خاص نصب العین کے تحت رکھا جائے اور سارے ملک میں ایک ہی طریقہ تعلیم رائج رہے۔ حکومت سرکار عالی تعلیمی دوعملی کو موقوف کر کے نصاب تعلیم میں یکسانیت پیدا کرنے کے لئے ایک ترمیم شدہ اسکیم بتدریج نافذ کر رہی ہے۔ تعلیم کا یہ وحدانی طریقہ جو حکومت اختیار کر رہی ہے ہر طرح قابل تحسین ہے مگر ہمیں اندیشہ ہے کہ اس وحدانی طریقے کے ساتھ ساتھ سینیئر کیمبرج کے طرز تعلیم اور نظام کالج کو برقرار رکھنے سے اس اسکیم کا منشا پورا نہ ہوگا۔ ایسی دوعملی سے اہل ملک میں نہ تو مشترکہ ذہنیت پیدا ہو سکے گی اور نہ ملکی شعور نشو و نما پائے گا۔ جامعہ عثمانیہ کے نصب العین کے منافی دوسرے طریقہ تعلیم کا رواج تعلیم نسواں کی ترقی پر بہت مضر اثر ڈال رہا ہے۔ اس موضوع پر ہم اپنی ۱۴ آبان ۱۳۵۱ف کی اشاعت میں تفصیلی بحث کر چکے ہیں۔ ارباب کانفرنس کو چاہئے کہ وہ حکومت کو ان بنیادی نقائص کی طرف متوجہ کریں تاکہ ملک میں تعلیمی یکسانیت پیدا ہو جائے جو حکومت کی تعلیمی پالیسی کا خلاصہ ہے۔ قومی تعمیر کے محکموں میں محکمہ تعلیمات کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس محکمہ کی پالیسی اور نظم و نسق میں نقائص کا باقی رہنا بہت دور رس نتائج پیدا کرتا ہے۔ اس سے نہ صرف موجودہ بلکہ آنے والی نسلیں بھی متاثر ہوتی ہیں۔

مابعد جنگ تنظیم جدید

دارالعوام میں مباحثہ

لندن یکم دسمبر۔ آج دارالعوام میں مسٹر آرتھر گرین ووڈ (رکن مزدور جماعت) نے مابعد جنگ مسائل پر ایک مباحثہ کا افتتاح کیا۔ انہوں نے ایک ترمیم کی تائید کی جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ متحدہ اقوام سے اتحاد عمل کے ساتھ تنظیم جدید کی نسبت سائنٹفک نتائج پر پہنچ جائے۔ اور اس سے ان کو عملی جامہ پہنانے کی تدابیر اختیار کی جائیں۔

مسٹر گرین ووڈ نے کہا: تیاری کے ابتدائی فرائض کو اس وقت تک کے لئے چھوڑ دینا جب کہ ہم واقعات کے ایک سلسلہ کا شکار ہو جائیں گے لا محالہ ابتری اور بے چینی پر منتج ہوگا۔ مسٹر گرین ووڈ نے گورنمنٹ سے اس امر کا مطالبہ کرتے ہوئے کہ بین الاقوامی تجارت کے امکانات پر بلحاظ اہمیت زور دیا جائے کہا کہ ختم جنگ پر سب سے زیادہ فوری فرض یہ ہوگا کہ ان اقوام کی مدد کی جائے جو دب گئے ہیں۔ وہ یقین کرتے ہیں کہ اجارہ اور قرضہ کے طرز پر کی جو بیدار مغز پالیسی ہے اسے مابعد جنگ کی دنیا میں ایک مستقل جگہ ملنی چاہئے۔ دنیا کو جس چیز کا مقابلہ کرنا ہے وہ معاشی تنظیم جدید اور جنگ سے مصیبت زدہ ملکوں اور [illegible] ممالک کی ترقی کو مدد دینے کی غرض سے ایک متوازی قلیل المیعاد کے ساتھ ایک بین الاقوامی طویل ترقی کا قیام ہے۔

وطنی محاذ کی جانب رجوع ہوتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ مسائل سے موسوم ہے۔ مسٹر گرین ووڈ نے اعلان کیا کہ جب تک کہ غیر معمولی حالات زمانہ جنگ جاری رہیں گے زمانہ امن میں بھی رہیں گے۔ اس وقت تک علم و صنعت کی نگرانی اور قیود کا سلسلہ جاری رہنا چاہئے۔ انہوں نے آگے چل کر کہا کہ سر ولیم بیورج کی رپورٹ اس میں شک نہیں کہ بہت ہمت اور دور رس ہوگی۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ گورنمنٹ اس رپورٹ کے مقصد پر عاجلانہ اور ہمدردانہ توجہ کرے گی۔ جو تمام کے لئے ایک سماجی تحفظ ہے۔

مباحثہ کا جواب دیتے ہوئے سر ولیم جووٹ پے ماسٹر جنرل نے کہا کہ کسی تنظیم جدید کے کام کے لئے کامل اور غیر مشروط فتح ایک بنیاد ہے اس وقت اس فتح کو حاصل کرنے کے سخت فرض سے اپنی توجہ ہٹانا ہرگز مناسب نہیں ہے۔

سر ولیم بیورج کی رپورٹ میں انقلابی تبدیلیوں کی تجویز کی گئی ہے اور گورنمنٹ اس کی جتنی زیادہ جلد ممکن ہو تصفیہ کرنے میں کوئی وقت ضائع نہ کرے گی۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ اس رپورٹ میں جو اہم سوالات اٹھائے گئے ہیں ان پر اس سال آگے آنے والے پورے بحث کرنے کے قابل ہوں گے۔ (رائٹر)

اضلاع میں حکومت کی سرگرمیاں

ضلع اورنگ آباد میں قومی تعمیری سرگرمیوں بالخصوص تعلیم اور زراعت کو ترقی دینے کا کام جاری ہے۔ ابتدائی تعلیم کی وسعت کے ضمن میں سرکاری مصرف خاص و کلکٹر، اور امدادی تحتانی مدارس کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے اور حال ہی میں لڑکوں کے پندرہ اور لڑکیوں کے تین مدارس قائم کئے گئے ہیں اور اس طرح تمام ضلع میں تحتانی مدارس کی مجموعی تعداد (۲۸۰) ہوگئی ہے اس تعداد میں سے (۲۴۲) مدارس لڑکوں کے لئے ہیں اور (۳۹) مدارس لڑکیوں کے لئے۔ لڑکوں کے مدارس میں (۱۷۰۰۰) طلبا زیر تعلیم ہیں اور طالبات کی تعداد تقریباً (۲۰۰۰) ہے۔ اس کے علاوہ گیارہ وسطانی مدارس، تین خصوصی مدارس، پسماندہ اقوام کے مدارس اور ایک مدرسہ بالغان بھی ہے۔ ۱۳۴۷ف میں گورنمنٹ کے تحتانی مدارس کے انتظام میں ایک اہم تبدیلی ہوئی اور یہ مدارس سررشتہ تعلیمات کے زیر نگرانی آگئے۔ اسی سال اس ضلع کے لئے مستقر مدارس نسواں کا جداگانہ دفتر قائم کیا گیا۔ سال گزشتہ (۱۳۴۸ف) پانچ نئے تحتانی مدارس قائم کئے گئے جن میں سے تین لڑکوں کے لئے ہیں اور دو لڑکیوں کے لئے۔ لڑکیوں کے یہ مدارس موضع کاؤں تعلقہ سیوگاؤں اور لاسور تعلقہ ویجاپور میں قائم کئے گئے ہیں۔ اگرچہ فی الحال مدرسہ بالغان صرف ایک ہی ہے لیکن بعض تحتانی مدارس میں بالغوں کی تعلیم کا خصوصی انتظام کیا گیا ہے اور سررشتہ تعلیمات ان اساتذہ کو خصوصی الاؤنس دینے کے مسئلہ پر غور کررہا ہے جو اپنے مقررہ فرائض کے علاوہ بالغوں کو پڑھانے کا کام بھی انجام دیتے رہیں۔

جہاں تک کہ زراعت کا تعلق ہے سال گزشتہ بارش کی قلت اور دوسرے مخالف حالات کی پیدا کردہ مشکلات پر قابو پانے کے لئے کاشتکاروں کی امداد کی جارہی ہے چنانچہ گزشتہ دو ماہ کے دوران میں حکومت سرکار عالی نے تعلقہ ویجاپور کے کاشتکاروں کو کنوئیں کھودنے اور چارہ خریدنے کے لئے دس ہزار روپے بطور تقاوی عطا کئے اور اس کے علاوہ مطالبات مالگزاری میں بھی دو تہائی کی تخفیف کردی۔ اسی طرح تعلقہ پیٹھن کے کاشتکاروں کو کنوئیں کھودنے کے لئے ڈھائی ہزار روپے بطور تقاوی تقسیم کئے گئے اور نصف مطالبات مالگزاری کی ادائی ملتوی کرکے ان کی مزید امداد کی گئی۔ ان کے علاوہ صاحب کلکٹر نے بھی ان دونوں تعلقوں میں سڑکوں کی مرمت اور کنوؤں کی درستی کے لئے تیرہ ہزار روپے کے اخراجات منظور کئے۔

جالنہ کی مجلس بلدیہ نے شہری آسائشوں کو ترقی دینے کے لئے متعدد اقدام کئے ہیں چنانچہ اس نے حال ہی میں تینتیس ہزار روپے صرف کرنے کی منظوری حاصل کی ہے اور یہ رقم گندے پانی کی نکاسی اور موریوں کے انتظام، موجودہ سڑکوں اور چوکوں کی مرمت اور نئی سڑکوں کی تعمیر پر صرف کی جارہی ہے۔ باشندوں کی صحت جسمانی کو ترقی دینے کی غرض سے عہدہ داران بلدیہ نے قادرآباد اور صدر بازار میں ورزش جسمانی کے موجودہ انتظام کو وسعت دینے اور قدیم جالنہ میں ایک نئی ورزش گاہ قائم کرنے کی منظوری دی ہے۔ ان کے علاوہ بلدیہ اور بیڑ کی سڑکوں کے حوض بھی بنائے جائیں گے۔ بلدیہ کے کتب خانہ کی بھی جدید تنظیم ہورہی ہے اور اس ضمن میں بلدیہ جالنہ کے صدر کی درخواست پر صوبہ دار صاحب اورنگ آباد نے نئی کتابیں اور اخبارات خریدنے کے لئے دو ہزار روپے منظور کئے ہیں۔ اس کے علاوہ اوسط طبقہ کے مسافروں کی سہولت کے لئے ایک سرائے تعمیر کرنے کی بھی منظوری دی گئی ہے۔ اس سرائے کے کمرے چار تا آٹھ آنے یومیہ کرایہ پر دئے جائیں گے۔

پربھنی

ضلع پربھنی میں تعلقہ جات پاتھری اور گنگھوری کے کاشتکاروں کی امداد کی جارہی ہے جنہیں گزشتہ سال بارش کی قلت کے باعث نقصان پہنچا تھا۔ چنانچہ حکومت نے پاتھری کے کاشتکاروں کو چارہ خریدنے کے لئے دو ہزار روپے بطور تقاوی تقسیم کرانے کی منظوری دی ہے اور سررشتہ زراعت نے ان کے لئے بہتر قسم کے تخم فراہم کئے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ تمام ایسی آراضیات کے متعلق جن پر کپاس کے بجائے غلہ کی کاشت کی جائے گی زر مالگزاری میں آٹھ آنے کی تخفیف عطا کی جائے گی۔ تعلقہ گنگھوری میں بارش اچھی ہونے کی وجہ سے تقاوی عطا کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی حالانکہ اس کے لئے ایک ہزار روپے مخصوص کردئے گئے تھے۔ لیکن گزشتہ سال پینے کے پانی کی جو قلت ہوئی تھی اس کے مدنظر کنوؤں کی درستی کے لئے حکومت نے ساڑھے چھ سو روپے منظور کئے ہیں۔ اس کے علاوہ سڑکوں اور باؤلیوں کی تعمیر کا کام بھی جاری ہے۔ اور مجلس تنظیم دیہی نے موضع تانہ پور کو دیہی تنظیمی مجلس قائم کرنے کے لئے منتخب کیا ہے۔

ناندیڑ

ضلع ناندیڑ میں تحتانی تعلیم روبہ ترقی ہے اور اس ضلع میں (۲۵۰) مدارس میں تعلیم جاری ہے۔ اس تعداد میں سے لڑکوں کے (۲۳۰) تحتانی اور (۵) وسطانی مدارس اور لڑکیوں کے (۲۲) تحتانی اور ایک وسطانی مدارس سرکاری ادارے ہیں اور لڑکوں کے لئے (۵۵) لڑکیوں کے لئے (۳) امدادی مدارس بھی ہیں۔ ان کے علاوہ پست اقوام کے بچوں کے واسطے بھی دو مدارس ہیں جن میں سے ایک صرف خاص مبارک کا ہے اور دوسرا امدادی۔

عام معاشی بہتری کا خیال کرتے ہوئے حکومت سرکار عالی نے گزشتہ چند سال میں فصل باغات کے لئے (۱-۲-۰) آنے پائی فی روپیہ کی تخفیف منظور کی ہے اور ۱۳۵۰ف میں اس ضمن میں ساٹھ ہزار روپے کی تخفیف عطا کی گئی۔ اس سال کے دوران میں جملہ تخفیف کی مجموعی مقدار ستر ہزار روپے تھی۔ اس کے علاوہ گزشتہ سال (۱۳۵۱ف) حکومت نے تمام مطالبات مالگزاری اور تقاوی کی وصولی ملتوی کردی جن کی مجموعی مقدار (۸۰۰۰۰) روپے تھی۔ زرعی حالات بہتر ہوجانے کی وجہ سے تقاوی کے لئے نئی درخواستیں وصول نہیں ہوئیں اور اس مقصد کے لئے جو رقم مخصوص تھی اس میں سے صرف چھ سو روپے صرف کئے گئے اور بقیہ رقم واپس کردی گئی۔ تاہم سررشتہ زراعت نے کاشتکاروں کو اچھی اقسام کے جو تخم تقسیم کئے ان کی قیمت دو لاکھ روپے تھی۔ گزشتہ سال ایک لاکھ روپے کے تخم تقسیم کئے گئے تھے۔

اس ضلع کے کاشتکار تحریک امداد باہمی میں دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ سال ۸ نئی مجالس قائم کی گئیں۔ اور اس طرح ان مجالس کی مجموعی تعداد (۱۵۳) ہوگئی۔

صاحب کلکٹر نے پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے (۳۹) نئے کنوؤں کی کھدائی اور جاری سڑکوں کی تعمیر میں مصروف رہا اور ضلع و تعلقہ جات کے صدر مقامات کے دواخانوں کے علاوہ سات مواضعات میں بھی یونانی دواخانے قائم کئے۔

اس ضلع کے چھ مواضعات میں دیہی تنظیمی مجالس اپنا کام انجام دے رہی ہیں۔

کریم نگر

ممالک محروسہ میں زیادہ غلہ اور چارہ پیدا کرنے کی جو مہم حکومت سرکار عالی نے جاری کی ہے وہ ضلع کریم نگر میں کافی ترقی کررہی ہے اور سررشتہ زراعت اس ضلع کے کاشتکاروں کو نمبر ۲۹۳ قسم کے ۱۱۹۰۹۹ پونڈ دھان اور (۲۱۶۰۰) پونڈ کھاد تقسیم کرچکا ہے۔ فراہم کردہ تخم کی اس مقدار سے ضلع مذکور کے مواضعات میں (۲۳۷۰) ایکڑ اراضی کی کاشت کی جائے گی اور توقع ہے کہ مقامی قسم کے مقابلہ میں (۱۵) فیصد زیادہ پیداوار حاصل ہوگی۔

محکمہ مالگزاری نے عہدہ داران ضلع کے نام یہ احکام جاری کئے ہیں کہ ایسی قابل کاشت اراضی جس پر کاشت نہیں کی جاتی ہے غلہ کی کاشت کرنے کے لئے رعایا کو دے دی جائے اور یہ اعلان کیا کہ ایسی اراضی کی پیداوار پر جو مالگزاری عائد کی جائے گی وہ آئندہ تین سال تک موجودہ شرح مالگزاری کی نصف رہے گی۔ ان مراعات کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس ضلع میں غلہ کی زیر کاشت آراضی میں (۳۰۰۰) ایکڑ اضافہ ہوچکا ہے۔ کنوئیں کھودنے کے لئے تین ہزار روپے تقاوی کی تقسیم کرکے بھی کاشتکاروں کی امداد کی گئی ہے۔

گزشتہ سال بارش کی قلت کے باعث اس ضلع کے بعض تعلقوں میں فصل خراب ہوجانے کی وجہ سے حکومت سرکار عالی نے مالگزاری میں (۴۳۰۰۰) [illegible]

بقیہ صفحہ [illegible]

سوویٹ روس میں مشرقی ادبیات

روس میں مالک کے فضلا اور محققین مشرقی زبانوں اور ادبیات کے مطالعہ کو مدتوں سے اہمیت دیتے آئے ہیں۔ انقلاب سے پہلے بھی روس اس میدان میں بہت آگے نکلا تھا لیکن سوویٹ حکومت کی مطبوعات میں ایک نمایاں پہلو پایا جاتا ہے کہ بجائے اس کے کہ متروک زبانوں اور پرانے ادبیات ہی تک محدود رہا ان تمام زبانوں پر حاوی ہیں جو مشرق کے ترقی یافتہ ممالک میں آج کل رائج ہیں۔ اس مختصر سے مقالے میں سوویٹ حکومت کی چند تازہ اور اہم نشریات کا ذکر کیا ہے جو قارئین کرام کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوں۔

ہندوستانی زبانوں کی کئی کتابیں تالیف ہو چکی ہیں۔ ان میں سے دو بہترین کتابیں اردو سیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ زبان سیکھنے کا طریقہ جو روس میں رائج ہے ذرا نرالا ہے۔ روسی اس کے حق میں نہیں ہیں کہ صرف و نحو کی گردانیں رٹائی جائیں۔ وہ اس بات کے مخالف ہیں کہ کتابوں کے ترجمے کرائے جائیں وہ اس بات کے حامی ہیں کہ صرف و نحو اصولی نقطہ نظر سے سیکھی جائے۔ بلحاظ سہولت کے دلچسپ ریڈر خاص طور سے مرتب کئے جائیں۔ ان ریڈروں کا ترجمہ تو فراہم کیا نہیں جاتا لیکن ہر لفظ اور محاورہ کا روسی ترجمہ دیا ہوتا ہے۔

اردو ریڈروں میں سب سے پہلی ریڈر "ننگوتری کا افسانہ" اس کا مولف عزیز الدین احمد ہے۔ یہ ہندوستانی زندگی کی ایک سیدھی سادی مگر پر سوز کہانی ہے اور ناول "انگریز کا ملازم" سے لی گئی ہے۔ موجودہ اردو زبان سیکھنے کے لئے یہ نہایت پاکیزہ ابتدائی کتاب ہے۔ چھپائی نہایت دیدہ زیب اور لغت بہ لاگت پسندیدہ ہے۔

ماسکو حکومت نے ایک مفصل مجموعہ "منتخبات اردو" کے نام سے مرتب کی ہے۔ یہ اردو سب سال کے طلبا کے لئے ہے۔ اس میں شمس العلماء نذیر احمد کی "مراۃ العروس" مولانا حالی کی "حیات جاوید" اور شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کے "سفرنامہ" میں سے چیدہ چیدہ اقتباسات درج ہیں۔ غالباً اردو ادب کا یہ صحیح ترین انتخاب ہے۔ اس میں ایک اور قابل ذکر چیز اردو کے بالمقابل روسی لغت کے ساتھ ساتھ انگریزی لغت بھی شامل کی گئی ہے۔ منتخبات کی بہت سی اور کتابیں ہیں جو غیر معمولی الفاظ اور اصطلاحات سے بھری ہوئی ہیں اور نئے سیکھنے والوں کے سوا اور کسی کے لئے دلچسپی کا باعث نہیں ہو سکتیں۔ ۱۹۳۰ء میں [illegible] ٹیکورچ نے ایک نادر کتاب لکھی ہے جس کا نام "اقتباسات از مطبوعات فارسی عصر حاضر" ہے۔ جو صاحب آج کل کی مروجہ فارسی پرانی فارسی کے مقابلے میں سیکھنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ کتاب بہت کارآمد ہے۔ یہ اقتباسات [illegible] کے ایرانی اخباروں اور میگزینوں سے لئے گئے ہیں اور مقالوں، پارلیمنٹ کے مباحثوں کی رپورٹوں اور ہر قسم کے اشتہارات اور اعلانات پر مشتمل ہیں۔ ان اقتباسات پر سے صحیح جانچ ہو سکتی ہے اور جو طالب علم انہیں پڑھ لے وہ نہ صرف تازہ ترین فارسی اصطلاحات کے ایک وسیع مجموعہ کا مالک ہو جائے گا بلکہ موجودہ ایران کے بڑے بڑے شہروں کے حالات سے بخوبی واقف ہو جائے گا۔

بعضوں کا عقیدہ ہے کہ نئے الفاظ کے استعمال سے بلکہ پرانے الفاظ نئے معنے سے استعمال کئے جانے سے فارسی زبان کی ہیئت ہی بدل گئی ہے۔ لیکن ان اقتباسات اور آج کل کی اخباری زبان کا مقابلہ کیا جائے تو یہ عقیدہ بے بنیاد نظر آنے لگے گا۔ مجموعہ الفاظ اور اصطلاحات جو اس کتاب میں ہے اتنا کم ہے کہ تعجب ہوتا ہے۔ البتہ ایک قباحت ہے وہ یہ کہ جتنی تشریحیں یا توضیحیں ہیں سب کی سب روسی زبان میں ہے۔

روسی ادیبوں نے غالباً سب سے زیادہ کوشش عربی زبان سے متعلق کی ہے۔ ن۔ ویشالوف نے ایک ابتدائی کتاب "عربی عربی کی صرف و نحو" کے نام سے لکھی ہے۔ اختصار کے لحاظ سے یہ سوصفحہ (؟) کی تصنیف کو بھی مات کر گئی ہے تاہم اتنی ہی جامع ہے۔ اس کا کاغذ نہایت نفیس اور چھپائی نہایت پاکیزہ ہے اس کے ساتھ دو اور کتابیں بھی ہیں۔ ایک تو مجموعی ریڈر ہے جس میں چھوٹی چھوٹی کہانیاں ہیں۔ دوسری بڑی ضخیم کتاب ہے اور الامام الشیخ محمد عبدہ سے لے کر [illegible] تک تمام جدید عربی ادبا کی تصانیف پر حاوی ہے۔ ان انتخابات میں نہایت روانی سے کام لیا گیا ہے۔ یہ اقتباسات الشیخ عبد الرحمن الکواکبی اور نجیب حداد جیسے مصنفوں اور اخبار نویسوں اور جرجی زیدان اور السید مصطفی المنفلوطی جیسے ناول نویسوں کی تصانیف میں سے جمع کئے گئے ہیں۔ امیر ارسلان (؟) [illegible] جبران خلیل جبران اور تین چار اور ہم عصر مصنفین کی تحریروں کے نمونے درج کئے گئے ہیں۔ اس مجموعہ کا نہایت دلچسپ حصہ وہ ہے جس میں السیدہ ملک حفنی ناصف اور السیدہ مریم [illegible] مصنفات کے کلام کے نمونے درج ہیں۔ اس کتاب میں حسب معمول الفاظ اور اصطلاحات کی ایسی مکمل تشریح ہوئی ہے کہ لغات کی ضرورت نہیں رہتی۔

ہندوستانی زبانوں میں سے بنگالی مرہٹی اور تامل میں بھی کتابیں موجود ہیں۔ یا تو ریڈریں ہیں یا صرف و نحو پر لکھی گئی ہیں جو روسی میں [illegible] شائع ہو چکی ہیں ان کی طرف بھی خاص توجہ کی گئی ہے۔

ترکی اور [illegible] زبانیں [illegible] وغیرہ میں [illegible] ہیں ان کی بولیوں کے متعلق کئی دلچسپ اور بے نظیر کتابیں لکھی گئی ہیں۔

(ڈاکٹر [illegible] علی گڑھ)

[illegible] کو دیکھا گیا جو جون ۱۹۴۰ء [illegible] ایک مختصر [illegible] میں وہ ان سب جہازوں کو [illegible] کی طرف [illegible] پہنچائے گئے [illegible] کے لئے [illegible] اپنے ہی ہاتھوں سے فرانسیسی بیڑے کو ڈبو دیا [illegible] اپنے جہازوں کو دشمن کے [illegible] کی بے حرمتی [illegible] فرانس [illegible]

ٹولون کا سارا فرانسیسی بیڑا غرق کر دیا گیا

لندن ۲۸ نومبر۔ ویشی کی نشرگاہ نے اعلان کیا ہے کہ جب جرمن ٹولون میں کل صبح کے ۴ بجے داخل ہوئے تو وہاں کا سارا فرانسیسی بیڑا کپتانوں کے ساتھ غرق کر دیا گیا۔ [illegible] واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

مختصر یہ ہے جرمنوں کے داخلے کی مخالفت فرانسیسی فوج نے کی لیکن جرمن ڈاک خانہ، ٹاؤن ہال اور فرانسیسی بحری صدر مقام کے دفتر پر کچھ دیر میں آ کر قبضہ کر لیا۔ جرمن [illegible] اور مسلح کاروں کا ایک کالم اسلحہ خانہ میں داخل ہوا اور دوسری افواج گاڑیوں میں پوری رفتار سے ان گودیوں میں گھس گئیں جہاں بڑا فرانسیسی جنگی جہاز "اسٹراسبورگ" لنگر انداز تھا۔ ایک دوسرے [illegible] کالم نے گودیوں والے جرمن سپاہیوں کو اس جگہ بھیجا جہاں کئی دوسرے فرانسیسی جنگی جہاز کھڑے ہوئے تھے۔ جرمن کمانڈر نے فرانسیسی کمانڈر کو اطاعت قبول کرنے کا پیغام بھیجا۔ فرانسیسی کمانڈر نے [illegible] سے جواب دیا کہ میں کسی آدمی پر آتش باری کروں گا جو جہاز سے جہازوں پر سوار ہونے کی کوشش کرے۔ چند منٹ بعد اچانک ایک زور کا دھماکہ "اسٹراسبرگ" میں ہوا۔ اس کے بعد ہی دھماکے پر دھماکے ہونے لگے۔ بندرگاہ کے تمام دوسرے جہازوں کو اڑا دیا جانے لگا۔ بعض ان جہازوں سے [illegible] فرانسیسی سپاہیوں نے جرمنوں کو دور رکھنے کے لئے آتش باری کی [illegible] جہاز ڈوب گئے۔ کل صبح [illegible] ویشی کی نشرگاہ نے کہا کہ کوئی بھی فرانسیسی جہاز ٹولون کی بندرگاہ میں پانی کے اوپر نہیں ہے۔ تمام فرانسیسی کپتان اپنے جہازوں کے پل پر کھڑے رہے اور جہازوں کے ساتھ ڈوب گئے۔ جب [illegible] فرانسیسی بحریہ کے تمام [illegible] جہاز جھکتے جاتے تھے اور [illegible] ان سے جدا ہو رہے تھے۔ [illegible] جب بعض فرانسیسی جہاز اپنے آپ کو تباہ کر رہے تھے جو گولہ بارود کے گوداموں اور تیل کی ٹنکیوں کی زبردست گرج سنائی دیتی تھی۔ ویشی کی نشرگاہ نے کہا کہ بندرگاہ میں کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی جو دشمن استعمال کر سکیں۔ [illegible] ٹولون نے ایک بیان جاری کر کے تمام [illegible] مقامات کو بند کر دیا۔

کل صبح [illegible] کی کوشش کرنے والے [illegible] کی غرض سے فرانسیسی [illegible] ٹولون کی [illegible] فرانسیسی [illegible] آتش بازی کی۔

جب جرمن ٹولون میں داخل ہوئے وہاں تین بڑے جنگی جہاز [illegible]

جنرل ڈی گال کی نشر

لندن ۲۸ نومبر۔ جنرل ڈی گال نے ٹولون میں فرانسیسی بیڑہ کی [illegible] ریڈیو پر [illegible] ایک نشری تقریر [illegible] ہو گیا ہے۔ ایک ایسے وقت جب جہازوں پر دشمن قبضہ کرنے ہی والا تھا [illegible] جہازوں اور ان کے کمانڈروں [illegible] ایک مختصر [illegible]

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

ہم نے بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ شہر کی سڑکوں پر روشنی تو ہو گئی مگر پدران شہر کے دماغ روشن نہیں ہو سکے۔ (حکمت)

بعض لوگوں کا یہ کہنا ممکن ہے صحیح ہو مگر ہمارا تو یہ کہنا ہے کہ مکمل تاریکی میں دماغ کی روشنی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

"دکن نیوز" کی اطلاع ہے کہ:-

"معتمد نشر و اشاعت مجلس اتحاد المسلمین نے ایک اعلامیہ میں لکھا ہے کہ سالانہ اجلاس کے سلسلے میں انتظامات نہایت سرگرمی کے ساتھ انجام پا رہے ہیں اور مجلس استقبالیہ نے قائدین و مشاہیر ہند کے نام حسب ذیل دعوت نامہ جاری کیا ہے۔ مجلس اتحاد المسلمین کا سالانہ اجلاس زیر صدارت قائد ملت نواب بہادر یار جنگ بہادر منعقد ہو رہا ہے۔ موجودہ دور میں ہندوستان کے اجتماعی مسائل اور خصوصاً حیدرآباد کے مستقبل اور اس کے سیاسی مرتبہ کا سوال نہ صرف مسلمانان حیدرآباد بلکہ عام مسلمانان ہند کے نزدیک بھی اہم ترین سوال ہے۔"

اگر اس اعلامیہ کا مقصد یہ ہے کہ اضلاع کے غریب مسلمان "قائدین و مشاہیر ہند" کو دیکھنے کے شوق میں اس گرانی کے زمانہ میں اخراجات سفر برداشت کر کے بلدہ پہونچ جائیں اور سالانہ جلسہ کے شرکا کی تعداد میں اضافہ کریں تو یقیناً تشہیر کا ایک موثر طریقہ ہے لیکن اگر ہندوستان کے مسائل پر غور کرنے کا تہیہ کر لیا گیا ہے تو قائد اعظم مسٹر جناح کے اس اعلان کا کیا جواب ہے کہ ریاستیں پاکستان سے باہر ہیں؟ کیا قائد ملت حیدرآباد ہی میں پاکستان قائم کرنا چاہتے ہیں؟

ایک محفل میں بچوں کی تعلیم اور تربیت پر گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک صاحب نے اپنے ایک دوست سے دریافت کیا کہ سینما بینی اور ریڈیو سے تمہارے گھرانے کو کیا فائدہ پہونچا؟

اس دوست نے جواب دیا کہ میری ایک نو برس کی لڑکی ہے جو فلم تر نگم یکھ چکی ہے ایک دوسری لڑکی جس کی عمر بارہ سال ہے بلبل ترنگ کی مشق کر رہی ہے۔ بڑا لڑکا طبلہ خوب بجاتا ہے۔ چھوٹا لڑکا فلمی گانوں میں مشاق ہے۔ گویا میرے گھر میں ایک چھوٹا سا آرکسٹرا تیار ہو رہا۔ بتاؤ تمہارے گھر کا کیا حال ہے؟

دوسرے دوست نے کہا کہ میرا ایک ہی لڑکا ہے جو بفضل خدا کالج میں تعلیم پا رہا ہے مگر کتے بلی کی آوازیں نکالنے میں اس کو اسقدر مہارت ہے کہ کوئی معاشرتی ڈرامہ یا ریڈیو میں بچوں کا کوئی پروگرام اس کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ہم اس خیال کی تائید کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اگر موجودہ حالات میں انتخابات عمل میں لائے گئے تو ملک کی فضا خراب ہو جائے گی۔ (حکمت)

فضا خراب بھی ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے فضا صاف کرنے کے لئے پولیس اور فوج تو موجود ہے۔

حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کا چھبیسواں اجلاس اس مرتبہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ آسمان جاہی کی صدارت میں گلبرگہ میں منعقد ہوا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ایک امیر پائیگاہ نے ملک کی عام تعلیمی حالت سے اپنی گہری دلچسپی کا اظہار اس کانفرنس کی صدارت قبول کر کے کیا ہے اور یہ ایک فال نیک۔ ہمارے امرا میں اب ملک کے عام حالات سے وہ پہلے کی سی دوری و بے اتفاقی باقی نہیں رہی ہے جو اس ایک صدی میں پیدا ہو گئی تھی۔۔۔ قوم غربا متوسطین اور امرا پر مشتمل ہے اور بیداری اور ترقی میں یہ تینوں طبقے برابر کے شریک رہیں تو پوری قوم ابھر سکتی ہے۔ (ایک معاصر)

ممکن ہے پوری قوم ابھر سکتی ہو مگر ہم ایسے ادارہ کے وجود کو ملت اسلامیہ کے مفاد کے لئے بے حد مضر سمجھتے ہیں۔ اگر اس کانفرنس کے کارکنوں کو تعلیمی مشاورتی کمیٹی کی رکنیت دی گئی تو ملت اسلامیہ کی "واحد نمائندہ جماعت" کے اوقات کا کیا حشر ہو جائے گا۔ ہم تو ایک جماعت ایک قائد اور ایک اخبار کے قائل ہیں اور ہر اس ادارے کے خلاف احتجاجی مہم شروع کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں جو "بیت الامت" بیگم بازار کے باہر موجود ہو۔

سیرت کی اہمیت کو جس قدر محسوس کیا جائے کم ہے اچھے شہری بننے اور اپنے وجود کو سود مند بنانے کے لئے سیرت کے بغیر چارہ نہیں۔ (امیر نذیر خاں نون)

مگر جب ہم شہریوں کے نمائندوں کی سرگرمیوں کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں سر فیروز خاں نون کا یہ قول غلط معلوم ہوتا ہے۔

"انڈیا لیگ" امریکہ نے ہندوستان کے لبرل لیڈر سر تیج بہادر سپرو کو ہندوستانی صورت حال کی ایک واضح اور مستند تصویر پیش کرنے کے لئے ممالک متحدہ امریکہ آنے کی دعوت دی ہے۔ (رائٹر)

اگر سر تیج بہادر سپرو امریکہ جائیں اور ہندوستانی صورت حال کی مستند تصویر پیش کریں تو انہیں اس تصویر کے نیچے غالب کا یہ شعر ضرور لکھنا چاہئے۔

نقش فریادی ہے کس کی شوخیٔ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا

مختلف اجناس خوردنی، روغنی تخم، اور شکر کی موجودہ قیمتوں کے پیش نظر ان کی حالیہ صورت حال پر غور کرنے کے لئے کل مرکزی مجلس نگرانی نرخ اشیاء کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ مجلس نے جوار کی قیمت میں غیر معمولی اضافہ سے پیدا شدہ صورت حال پر کافی غور و خوض کیا اور جوار کی برآمد کے لئے اجازت نامے جاری کرنے کے طریقہ کی چھان بین کی۔ (یونائٹڈ پریس)

مجلس نگرانی نرخ اشیاء اس سے زیادہ اور کیا کر سکتی تھی؟ اجناس خوردنی کی درآمد و برآمد کا تعلق مجلس نگرانی نرخ اشیاء سے نہیں بلکہ ساہوکاروں سے ہے شاید اسی لئے جوار کی برآمد کو مجلس روک نہیں سکتی تھی۔ مگر یہ کیا کم ہے کہ اس نے جوار کی برآمد کے لئے اجازت نامے جاری کرنے کے طریقہ کی چھان بین کی۔ اور اس چھان بین کے نتیجے سے آئندہ نسلیں نواب گیر ڈال واقف ہوں گے یا مولوی منصور واحد خاں صاحب۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ ان تمام اطلاعات کے باوجود شہر کافی مقدار میں غریبوں کو جوار دستیاب ہو رہی ہے اور وہ قیمتوں میں کمی۔ اور چونکہ ہم معاشیات کے ماہر نہیں ہیں اس لئے طلب و رسد اور قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کے معمہ کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

سیاسی جنگ میں تیزی اور دشمن کے مقابلے کے لئے عوام میں جوش عمل پیدا کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ اس ریاست میں بھی فی الفور ایسی حکومت قائم کی جائے جو ملک کے اہم سیاسی اداروں کے نمائندوں پر مشتمل ہو۔

(آندھرا کانفرنس کی قرارداد)

ہم اب تک یہی سمجھ رہے تھے کہ سیاسی ادارے ملک اور اہل ملک کی خدمت گزاری کے لئے قائم ہوتے ہیں مگر آج معلوم ہوا کہ ان اداروں کا مقصد ہندوؤں کے ہوں یا مسلمانوں کے، انتہائی مقصود وزارت کی کرسیوں پر قبضہ جمانا ہے۔ عوام کی فلاح و بہبود اور سیاسی جنگ کو تیز کرنے کی کوشش یہ سارے گالے خلاف ہیں جو جوش اقتدار اور وزارت کی تمنا پر چڑھائے جا رہے ہیں۔

سیس ہیں دشمن بہانے قوم ہی گرما

برطانوی ترکی اتحاد کی تیسری سالگرہ

از

لیونارڈ کرس چن

تین سال قبل ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں موجودہ جنگ کے آغاز سے (۴۹) دن بعد ترکی نے برطانیہ عظمیٰ اور فرانس سے ایک معاہدہ اتحاد پر دستخط کئے تھے۔ اس اثنا میں فرانس شکست کھا کر میدان جنگ سے ہٹ گیا۔ ۱۹۴۳ء میں جب مسٹر ایڈن جو اس وقت وزیر جنگ تھے ترکی آئے تھے اور اس اتحاد کی انہوں نے ایک نئی تعریف کی۔ اس کا نام انہوں نے ترکی برطانوی اتحاد رکھا۔ اس ابتدائی اتحاد سے جو سہ دولی تھا ایک جدید اتحاد پیدا ہوا جس کی عمر اب تین سال کی ہے۔ اس اتحاد کو سمجھنے میں اکثر غلط فہمی ہوئی ہے اکثر لوگ اس کو ایک اقدامی اتحاد سمجھتے تھے کیونکہ آغاز جنگ کے بعد وجود میں آیا تھا۔ ترکی برطانوی اتحاد کی اس تعبیر کو اس واقعہ سے تقویت پہنچی کہ یہ اتحاد پولینڈ کی شکست کے بعد وقوع میں آیا اور اس وقت یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ جنگ ایک ہولناک صورت اختیار کرے گی۔ اس وجہ سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ ترکی کا معاہدہ اتحاد پر دستخط کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جنگ میں عملی حصہ لے گا اور جب ترکی نے جنگ میں حصہ نہیں لیا تو ہر طرف تنقید و تبصرہ ہونے لگا۔

بے بنیاد تنقید

اس غلط فہمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اخباری مباحث میں ایک سیاسی کشمکش شروع ہو گئی۔ جو لوگ یہ تعبیر کر رہے تھے کہ ترکی جنگ میں عملی حصہ لے گا وہ اپنی تائید میں اس واقعہ کو پیش کر رہے تھے کہ جون ۱۹۴۱ء میں جب جرمنی بلقان پر پیش قدمی کر رہا تھا ترکی نے جرمنی سے دس سال کا دوستانہ معاہدہ کیا۔ جو لوگ یہ خیال کر رہے تھے کہ ترکی تعاون کی جانب سے جنگ میں شرکت ہو گی ان کو یہ اعتراض ہے کہ ترکی کو یونانی جزائر کی مدافعت کرنی چاہئے تھی لیکن ترکی نے براہ راست یونان کی جنگ میں مداخلت نہیں کی۔ اس کے وجوہ پر بحث کئے بغیر کہا جا سکتا ہے کہ ترکی نے یونانی آبادی کی اجناس خوردنی سے مدد کی۔ اس واقعہ سے دنیا اس وقت واقف نہیں تھی ایک دوسرا موقع جبکہ لوگ یہ خیال کر رہے تھے کہ ترکی نے اپنے معاہداتی واجبات پورے نہیں کئے وہ تھا جبکہ جون ۱۹۴۱ء میں ترکی نے جرمنی سے معاہدہ دوستی کیا۔

انگلستان اور امریکہ کی رائے عامہ یہ سمجھ رہی تھی کہ ترکی اپنے معاہداتی واجبات کو پورا کرنے سے قاصر رہا۔ لیکن بہت کم لوگ جانتے تھے کہ معاہدہ کی گفتگو کے دوران میں ترکی نے حکومت برطانیہ کو ساری گفتگو سے باخبر رکھا۔ اسی زمانہ میں برطانیہ ترکی کے لئے پٹہ اور قرضہ کے قوانین سے مستفید ہونے کے مواقع پیدا کرنے کے لئے امریکہ میں ترکی کی جانب سے وکالت قبول کر رہا تھا۔ بہرحال ترکی اپنے واجبات کو پورا کرنے میں قاصر نہیں رہا۔ اس کے وجوہ پر ہم ابھی بحث کریں گے۔

فرانس کی شکست کے بعد جبکہ یونان کی مدد امداد ناممکن نظر آ رہی تھی یہ محسوس کیا گیا کہ ترکی جرمنی کے حملوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس بات کو ترکی پہلے ہی محسوس کر چکا تھا اور اس کی یہ کوشش تھی کہ جانب سے کوئی ایسی حرکت نہ ہو جو اس کو جنگ میں الجھا دے جس کے نتائج مہلک ثابت ہوں۔ اس کے لئے ترکی پر کوئی الزام نہیں لگایا جا سکتا۔

جرمنی اور ترکی کے معاہدہ سے قبل یہ محسوس کر رہا تھا کہ اس کے محاذ کا سیدھا بازو محفوظ ہو گیا اور وہ اب اس پر حملہ کر سکتا ہے۔ ترکی کی روش سے اس وقت ہٹلر نے ایک دوسری بھاری غلطی کا ارتکاب کیا۔ جیسا کہ فیلڈ مارشل اسمٹس نے برطانوی پارلیمنٹ میں ایک تقریر کے دوران میں تسلیم کیا ہے۔ اتفاقیہ ترکی سے معاہدہ کرنے کے (۹۹) گھنٹوں کے بعد جرمنی نے روس پر حملہ کر دیا۔ ہم سب واقف ہیں کہ اس دوران میں جنگ کا نقشہ کس طرح بدل رہا۔

اگر ہٹلر کو اس وقت اپنی حفاظت کا غلط احساس ہوتا تو وہ روس پر حملہ کر دیتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہٹلر ترکی پر حملہ کرتا اور ایران عراق اور نہر سویز اور مشرق وسطیٰ پر تسلط قائم کر لیتا۔ اس کے بعد روس پر حملہ کرنے میں اس کو بڑی سہولت حاصل ہو جاتی۔ باکو کے تیل کے چشمے اس کے قبضہ میں آ جاتے جن پر اب اس کا قبضہ ناممکن ہو گیا ہے۔ یہ سب نتائج تو ابھی معلوم ہوں گے مگر یہ قیاس آرائی منطق پر مبنی ہے۔

ترکی کے محاسن

ترکی کے محاسن ہیں جن کو ابھی دنیا پوری طرح محسوس نہیں کر سکی یہ بات بہت اہم ہے کہ ایک چھوٹی قوم کی حیثیت سے اور یہ دیکھنے کے بعد کہ نازیوں کی فوجی طاقت سے جن قوموں کا تصادم ہوا ان کا کیا حشر ہوا۔ ترکی نے جرمنی اور اٹلی کے سیاسی اور معاشی دباؤ کا کامیابی سے مقابلہ کیا اور اس جنگ میں فریق بننے سے انکار کر دیا۔ ترکی قوم کی اخلاقی جرأت کی داد دینا اور بر اعظم یورپ کے لئے اس کو ایک نمونہ قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ جو راہ عمل اس نے اختیار کی ہے وہ صحیح ہے۔ ترکی کی غیر جانبداری کی وجہ سے ہم نے مشرق وسطیٰ میں جو کچھ حاصل کیا اس پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

۱۹۴۱ء میں شام کا مسئلہ حل ہو گیا۔ عراق کو نازیوں کی سازش سے پاک کر دیا گیا اور ایران اقوام متحدہ کا رسل کار بن گیا۔ شام کی تازہ ترین اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکی فوجوں نے شام کو آئندہ کارروائیوں کے لئے اقدام کا مرکز بنا رہی ہیں۔ عراق اور ایران کے راستے سے روس کو رسد روانہ کی جا رہی ہے۔ مصر کا پچھلا راستہ اس طرح ہر وقت محفوظ رکھا گیا۔ مصر کی جنگ کے زمانہ میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ رومل اسکندریہ تک پہنچ جائے گا اور نہر سویز محفوظ نہ رہ سکے گی اور اس کی وجہ سے مشرقی بحر روم میں اتحادیوں کا بحریہ کام نہ کر سکے گا لیکن یہ خطرہ پیدا ہونے نہیں پایا۔ اگر ترکی رومل کو راستہ دے دیتا یا ترکی پر دونوں طرف کسی حیلہ سے حملہ آور ہوتے تو ہمیں مشرق وسطیٰ کو محفوظ رکھنے کے لئے ہوائی فوج روانہ کرنی پڑتی۔ ترکی کی غیر جانبداری نے مشرق وسطیٰ میں برطانیہ کے فوجی استحکام میں معاون ثابت ہوئی۔

یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا کہ ترکی نہ صرف غیر جانبدار رہا بلکہ ترکی کے ہیرو اور جمہوریہ ترکی کے صدر عصمت انونو نے ایک اتحاد کی ایک نئی تعبیر کی۔ انہوں نے ابھی امداد کے اس اتحاد کو اقوام متحدہ کے مفاد کے لئے ایک ذریعہ بنایا۔ اس کے معاوضہ میں اقوام متحدہ نے ترکی کو قوی کر دیا اور مشرق وسطیٰ میں ترکی جیسی قوی قوم کا وجود جنگ کے بعد دنیا کے اس حصہ میں امن کا ضامن ہو گا۔

برطانوی ترکی اتحاد کی تیسری سالگرہ کے موقع پر انقرہ کے ریڈیو سے یہ اعلان کیا گیا کہ "جس روز برطانوی ترکی اتحاد کے معاہدہ پر دستخط کئے گئے جنگ شروع ہو کر (۴۹) دن ہو چکے تھے۔ اس روز سے گذشتہ تین سال اور (۴۹) دن کے دوران میں جنگ نے ایک تاریخ بنائی ہے اور نئے نئے واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ فرانس نے شکست کھا کر جرمنی سے صلح کر لی۔ ان تمام تغیرات میں جو چیز متغیر نہیں ہوئی وہ بھی سیاسی میثاق امن ہے۔ ترکی کی روش اس اصول کے تابع ہے کہ ملک میں امن ہو اور دنیا میں امن ہو ہم ساری دنیا کے لئے جو چاہتے ہیں وہ امن ہے اسی قسم کا امن ہے جو ہم نے اپنے ملک کے حدود قائم رکھا ہے۔" ترکی قوم نے برطانوی ترکی اتحاد کی یہی عام تعبیر کی ہے۔

یونا میں فوجیں داخل ہو گئیں

لندن ۳ رنومبر۔ اتحادی افواج مشرقی سے حملہ کرتے ہوئے یونا کے دامن میں پہنچ گئیں یونا کے جنوب میں سنیالی کی فوجیں ہمارے توپخانوں اور بمباری کرنے والے ہوائی جہازوں کے ساتھ سینڈا میں جاپانی مورچوں کے مرکز کی طرف ساحل کے برابر آگے بڑھ رہی ہیں۔ ہم دشمن کے ان استحکامات کا صفایا کر رہے ہیں جن کو ہم نے مغلوب کر لیا ہے۔ دشمن یونا اور گونا کے درمیان ساحل کے تنگ خطہ پر نہایت غضبناک مقاومت کر رہا ہے۔

اس اثنا میں جاپانیوں نے یونا میں اپنی محصور افواج کے لئے کمکی فوجیں اتارنے کی کوشش کی تھی جو بری طرح پسپا کر دی گئی۔

اعلامیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک جاپانی بیڑہ کو ۱۵ دیہ بان کن ہوائی جہازوں کو مار بھگا دیا گیا جو جاپانی فوجیں بھی اتارنے لگے تھے۔ اتحادی ہوا بازوں نے بعد کی بڑی بڑی فوجوں میں سے (۲) جنگی جہاز سے مار گرائے۔

ہمارا جدید موازنہ

متوازن کرنے کے لئے چند تجاویز

از جناب انوار احمد صاحب صدیقی

ہمارے موازنہ جدید کے متعلق ہر طرف چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں کہ مسلسل پندرہ سال سے مسلسل بچت کا موازنہ ہونے کے باوجود اس وقت حکومت کے موازنہ میں توازن باقی نہیں رکھا جا سکا۔ ہمارے مالیہ کی تاریخ کا یہ حصہ تاریک رہا ہے۔ جب حکومت کی جدید تشکیل اور اعلیٰ اصلاح نظم و نسق کے ساتھ اس طرف بھی توجہ کی گئی اور بیرونی ماہرین کی نگرانی میں اصلاح شروع کی گئی مگر کچھ کے دور میں موازنہ کو استحکام حاصل ہوا جو مرحوم کی سہ سالہ سررشتہ داری کا بیّن ثبوت ہے۔ ان کی اسکیم کا نتیجہ تھا مگر ان کے بعد مالیہ کی وزارت اُن کے رفقاء نواب فخر یار جنگ بہادر اور نواب مہدی یار جنگ بہادر کے تفویض کی گئی جنہوں نے مرحوم کی اسکیم پر عمل کیا اور جنگ کے غیر معمولی حالات کے باوجود بچت کا موازنہ پیش کرتے رہے۔ لیکن کیفیت موازنہ میں ہر رکن مالیہ اس کی تنبیہ کرتے آئے تھے کہ ترقی پذیر حالات کے مدنظر جدید ذرائع آمدنی تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ اب جدید صدر المہام فینانس آنریبل غلام محمد صاحب نے جو موازنہ پیش کیا تو ہمیں خسارہ ظاہر ہوا۔ آپ کے پیشروؤں کی تنبیہ کے بعد یہ خسارہ کا موازنہ کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے۔ اخباری اطلاعات سے یہ پتہ نہیں چلا کہ آنریبل رکن مالیہ نے جدید موازنہ کی ترتیب ان ہی بنیادوں پر کی ہے جو مرحوم حیدری کی یادگار ہیں یا کسی جدید اصول پر اس کو مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں تعجب خیز امر یہ ہے کہ موازنہ خسارہ تو پیش کر دیا گیا لیکن اس کی پابجائی کی کوئی تدبیر نہیں ظاہر کی گئی۔ آخر اس کی تکمیل کس طرح کی جائے گی؟ اس کا کوئی حل نہیں بتلایا گیا حالانکہ بالعموم موازنہ میں خسارہ کی صورت میں ان تدابیر کو ذکر کیا جاتا ہے جن سے خسارہ کی پابجائی کی جا سکتی؟ اس کو بتانا ایک اہم مقصد ہے۔ اور وجہ یہ کہ رکن مالیہ نے عام پر عوام اور خصوصاً اس طبقہ کے جذبہ ایثار کو امتحان کرنا چاہتے ہیں جن کے متعلق مرحوم نے کہا تھا کہ وہ نظم و نسق کے فوائد سے بہت زیادہ مستفید ہوتے ہیں لیکن نظم و نسق کے بوجھ میں شریک نہیں ہیں۔ غالباً اسی مقصد سے موصوف نے شہر کے ساہوکاروں، صنعتی کاروباریوں وغیرہ کے ایک اجتماع کو بھی مخاطب فرمایا کہ وہ خود کوئی تجویز پیش کریں۔ یہ توقع بے جا نہیں ہے کہ معزز رکن مالیہ اپنی اس اُمید میں کامیاب ہوں گے۔

ذیل میں ان جدید ذرائع آمدنی کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے جو جنگ کے خصوصی حالات کے تحت دیگر ممالک میں اختیار کئے گئے ہیں اور جن کی نوعیت عارضی ہے اور جو غیر معمولی حالات کے ساتھ خود بھی ختم ہو جائیں گے۔ لیکن ان میں انکم ٹیکس مستثنیٰ ہے کیونکہ انکم ٹیکس کا مسئلہ تقریباً پانچ سات سال سے حکومت کے زیر غور رہا ہے لیکن صرف اعلیٰ طبقات کی پوشیدہ ناراضگی اور خصوصاً ساہوکاروں کی ظاہر کردہ عدم رضامندی کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کیا جا سکا۔ لیکن اب ضرورت اس کی ہے کہ بلا کسی پس و پیش کے اس کو فوری نافذ کیا جائے۔ تاکہ ملک کا وہ طبقہ نظم و نسق کے مصارف میں شایان شان حصہ لے سکے جو اس بار کو برداشت کرنے کی اہلیت رکھنے کے علاوہ نظم و نسق سے بہتر طور پر مستفید ہو رہا ہے۔ حیرت ہے کہ برطانوی ہند اور دیگر ممالک کی نظیر پیش کرنے والے معلوم نہیں کیوں انکم ٹیکس کے مسئلہ پر خاموش ہو جاتے ہیں اور اس کے نفاذ پر زور نہیں دیتے۔

جنگ کی بدولت جو حالات پیدا ہوئے ہیں اور عام کاروبار میں جو منافع کی صورت پیدا ہوئی ہے اس میں معزز رکن مالیہ کے خیال کے بموجب تاجروں اور صنعتی کاروباریوں کی محنت کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اس کو موصوف نے کافی وضاحت سے تاجروں و ساہوکاروں کے اجتماع میں ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے اور ممکن ہے کہ یہ امید پوشیدہ رہی ہو کہ تاجر و ساہوکار وغیرہ اپنے اس منافع کا ایک حصہ حکومت کو دینے تیار ہو جائیں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو ہم موصوف کے رجحان کا خیرمقدم کرتے ہیں اور یہ تجویز کرتے ہیں کہ منافع ٹیکس (Excess profit tax) زراعت، صنعت اور تجارت تینوں شعبوں میں ہو۔

زراعت کے منافع کے سلسلہ میں اتنی وضاحت ضروری ہے کہ پہلے مصارف کاشت فی ایکڑ کا تخمینہ مختلف پیداواروں کے لئے کر لیا جائے۔ اس میں سہولت اس وجہ سے ہوگی کہ ملک کے مختلف حصوں میں محکمہ زراعت کے آزمائشی اور تحقیقی مزرعے ہیں جن میں مصارف کاشت کے تخمینے کے بعد پیداوار کا اندازہ کر لیا جاتا ہے۔ ان اندازوں کی وجہ سے نگرانی فی ایکڑ اوسط میں بھی سہولت ہوگی۔ نگرانی نرخ اشیاء کی ماہانہ کانفرنس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ عہدہ داران دیہی کے ذریعہ سے ہر موسم کی پیداوار کے اعداد و شمار جمع کئے جائیں۔ ان اعداد و شمار کی روشنی میں پیداوار کی قیمت معلوم کی جائے۔ اور مصارف پیدائش و قیمت پیداوار کے فرق کا ایک حصہ کم از کم ۱۲ فیصد زیادہ سے زیادہ ۲۵ فیصد بطور محاصل وصول کیا جائے۔ اس غرض کے لئے جو تخمینہ مصارف کاشت کیا جائے اس میں اراضی کے محصول مالگذاری کو بھی شامل کر لیا جائے۔ جن علاقوں میں جو کاشتکار مالک اراضی ہیں اس محصول کا بار پورا ان پر ڈالا جائے اور جہاں کاشتکار مالک اراضی نہیں ہیں وہاں اس بار کو اس طرح تقسیم کیا جائے کہ کسان کے ذمہ ⅓ اور مالک اراضی کے ذمہ ⅔ ہو۔ [illegible] اراضی پر معاوضہ کاشت مقرر کیا جاتا ہے۔ بعض [illegible] غیر معمولی حالات کی بدولت مصارف کاشت میں کمی بیشی ہو تو تصفیہ کے لئے عہدہ داران مال چند گروہ [illegible] جائیں کہ وہ حالات مدنظر رکھ کر معافی عطا کریں۔

جنگ کی بدولت زراعت سے زیادہ صنعتوں کو منافع حاصل کرنے کے مواقع مل گئے ہیں۔ ویسے تمام کارخانہ جات کے منافع کا ½ ۱۲ فیصد حصہ حکومت حاصل کرے جو قانون کمپنی قانون کارخانہ جات سرکار عالی کے تحت قائم ہوئے ہوں۔ ان تمام کارخانہ جات و کمپنیوں کے حسابات کی آڈٹ تنقیح کا وقتاً لازم کر دی جائے۔ انفرادی کاروبار یا مشترکہ کاروبار میں ایک شخص واحد کے کاروبار یا ایک سے زائد کے متحدہ کاروبار کو بھی اس کے تحت لایا جائے۔

تجارت پر دو قسم کے محصول عائد کئے جائیں۔ ایک تو تجارتی منافع پر اور دوسرے صارفین پر۔ تاجر کے منافع کا اندازہ اب حکومت کے لئے بہت آسان ہے۔ نگرانی نرخ اشیاء کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی نگرانی کی جائے کہ تاجر اس ٹیکس کے بار کو صارفین پر منتقل نہ کر دیں۔ تجارت کے دوسرے ٹیکس کا تعلق صارفین سے ہو جس کو محصول فروخت sale tax کہا جاتا ہے۔ اس ٹیکس کے عائد کرنے میں معمولی افراد کے ضروریات زندگی کو مستثنیٰ کیا جائے۔ مثلاً جوار، معمولی چاول، معمولی قسم کا کپڑا، ایندھن، روغن، گھاس وغیرہ۔ لیکن جب ان کی نوعیت ایسی ہو کہ اس کے صارف خوشحال اور صاحب استطاعت ہوں تو پھر اس پر ٹیکس عائد کیا جائے۔ مثلاً اعلیٰ قسم کا چاول، کپڑا وغیرہ۔ یہ ٹیکس علاوہ قیمت ہو بلحاظ مقدار نہ ہو۔

تفریحات پر ٹیکس عائد کرنا کسی حال میں بھی ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ تفریح کا ایک اہم ذریعہ سینما ہیں۔ اس کاروبار پر محصول منافع کے تحت ٹیکس عائد کیا جائے اور مزید تفریح کنندوں پر بلحاظ درجات محصول لگایا جائے اور اس کی شرح میں بتدریج اضافہ ہو۔ اشیائے تعیشات بھی اس تدریجی ٹیکس سے مستثنیٰ نہ ہوں۔

سواریوں کے ٹیکس میں اضافہ کر دیا جائے جس سے پٹرول کے محصور رسد کی تقسیم میں بھی سہولت ہوگی اور صرف وہی لوگ موٹروں کی رجسٹری کی تجدید کرائیں گے جن کے لئے وہ ناگزیر ہیں۔ بعض سواریاں جو کاشتی استعمال کی صورت میں محصول سے مستثنیٰ ہیں ان پر بھی ٹیکس عائد کر دیا جائے۔

قرضوں کے سلسلہ میں رکن مالیہ کی پالیسی بہت ہی واضح اور اصولی ہے۔ لیکن مستقل ترقیات کے کاموں کا بار موجودہ نسل پر ڈالنا اس طرح نامناسب ہے جیسا کہ ان قرضوں کا بار آئندہ نسل پر ڈالنا جس سے وہ مستفید نہیں ہو سکتے۔ اس لئے مستقل ترقیات مثلاً سڑکیں، عمارات، ذرائع آبپاشی وغیرہ کے کاموں کے لئے بجائے موازنہ سے گنجائش نکالنے کے قرض سے اس کو سرانجام دیا جائے اور ایک میعاد تک ہر سال موازنہ سے سود کی ادائی ہو نیز ادائی قرضہ کے فنڈ میں رقومات جمع کی جائیں۔ جیسا کہ اب تک ہوتا آیا ہے۔

جاگیرات کی آمدنی پر ٹیکس عائد کرنا بھی اس سلسلہ میں قابل غور ہے۔ جاگیرات دراصل مروجہ خدمات کا معاوضہ ہوتے تھے۔ لیکن اب جبکہ حکومت کو ان میں کی خدمات مطلوب نہیں ہیں اور معاوضہ برقرار ہے تو اس پر کوئی محصول عائد کرنا بے انصافی نہیں۔ [illegible] محصول عائد کرنے سے [illegible] کہ ان وجوہ [illegible] ہوگا کہ محصول وہی نہیں ہے جو [illegible] محصول سے زیادہ آمدنی کا باعث ہو۔ اس اصول کے تحت انکم ٹیکس اور پرافٹ ٹیکس تو پورے اتریں گے۔ لیکن سیل ٹیکس کے لئے تحقیق کی ضرورت ہے۔

پبلک کارکنوں کے مشاغل

جنوری کے دوسرے ہفتہ میں ہندی پرچار سبھا کی جانب سے ہندی کے امتحانات میں کامیاب شدہ طلبا و طالبات کو تقسیم اسناد کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوگا جس میں الہ آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور آل انڈیا ہندی ساہتیہ سمیلن کے صدر پنڈت امرناتھ جھا خطبہ پڑھیں گے۔

مسٹر جنارددھن راؤ دیسائی نائب صدر کرناٹک کانفرنس اور مسٹر راما چاری جو گلبرگہ کے تین تعلقات شورا پور، شاہ پور اور چیتوری گئے ہوئے تھے، جلد واپس آگئے معلوم ہوا ہے کہ کرناٹک کانفرنس کے دونوں ارکان عنقریب سانتے ضلع رائچور کا دورہ کریں گے۔

حیدرآباد ہندو رپبلکن کی شاخ گورلی گزشتہ کا ایک جلسہ بصدارت مسٹر وشوانا تھ راؤ وکیل منعقد ہوا جس میں مسٹر ڈی این مکلکر کے خلاف عدم اعتماد کی ایک قرارداد منظور کی گئی۔

مزدور یونین ورنگل کے انتخابات میں صدارت پر مسٹر راجہ ریا اور سکریٹری مسٹر اے ۔ کرمیا منتخب ہوئے۔

آندھرا کانفرنس کی مجلس قائمہ کے اجلاس میں اپنی سابقہ قراردادوں کا اعادہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا ہے کہ بارہ دیہات کی تنسیخ سے جو نقصان ہوگا اس کی تلافی انکم ٹیکس کے ذریعہ کی جائے۔

آندھرا کانفرنس کی مجلس قائمہ نے ہندوستان میں حیدرآباد کے آئندہ موقف پر بحث کرتے ہوئے ایک بیان میں بتلایا ہے کہ ریاستی باشندے کبھی اس کی خواہش نہیں رکھتے کہ ریاست کو سیاسی یا اقتصادی اقتدار برتری کے تابع رکھتیں بلکہ برخلاف اس کے یہ درکرتے ہیں کہ ریاستوں میں عوام کی نمائندگی رکھنے والے حکومتی اداروں کے قیام کی راہ میں برطانوی شہنشاہیت حائل ہے بالخصوص ریاست حیدرآباد نے تو برٹش اقتدار اعلیٰ کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا حکومت برطانیہ نے اپنی سیاست اور حکمت عملی سے علاوہ کے نام پر ریاست حیدرآباد کے اندرونی معاملات میں بھی مداخلت کی اگر حکومت برطانیہ برٹش انڈیا کو آزادی دے کر ریاستوں میں اپنے اقتدار کو بحال اور قائم رکھنے کی کوشش کرے گی تو ریاستی باشندے ہر قسم سے اس کی مخالفت کریں گے اس بیان میں یہ بھی مطالبہ کیا گیا ہے کہ سیاسی جماعت ہندیوں اور دشمن کے مقابلے کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ اس ریاست میں بھی فی الفور ایسی حکومت قائم کی جائے جو ملک کے اہم سیاسی اداروں کے نمائندوں پر مشتمل ہو۔

کرناٹک کانفرنس کی مجلس عاملہ کا ایک جلسہ ۲۵ تاریخ بمقام گلبرگہ منعقد ہوگا جس میں حالات حاضرہ پر غور کیا جائے گا۔

آریہ سماج سلطان بازار کے میدان میں مسٹر نرسنگ راؤ منتظم آریہ پرتی ندھی سبھا حیدرآباد نے ایک کثیر مجمع کو خطاب کرتے ہوئے ایک پرجوش تقریر کی۔ آریہ سماج کی کارگزاریوں پر بحث کرتے ہوئے مقرر نے کہا کہ اگر آپ لوگوں کا تعاون عمل حاصل رہا تو سبھا اپنے نصب العین کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوگی جس سے حیدرآباد کے ہندو آریوں کا مستقبل نہایت شاندار ہوگا۔

مجلس انسداد اعمال تخریبی کا ایک جلسہ نواب کمال یار جنگ بہادر کی صدارت میں منعقد ہوا مجلس مذکور کا نام بدل کر مجلس قیام امن مملکت آصفیہ رکھا گیا جس کا مقصد یہ ہوگا کہ باشندوں کے تعاون سے امن عامہ کو برقرار رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس مجلس کی کوئی رکنیت نہ ہوگی۔

۲۳ دے کی شام کو نواب بہادر یار جنگ بہادر نے محلہ شاہ گنج میں دارالمطالعہ کا افتتاح فرمایا۔

نواب بہادر یار جنگ بہادر مجلس مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ کی صدارت کرنے کے لئے ناگپور تشریف لے گئے۔

صدر استقبالیہ کمیٹی مجلس اتحاد المسلمین نے ایک طویل صحافتی بیان میں فرماتے ہیں کہ جمیع مسلمانان مملکت آصفیہ سے اپیل کرتا ہوں کہ باوجود مسافت و صعوبات سفر زیادہ تعداد میں دارالسلام میں جمع ہو جائیں اور اپنے صدر منتخب کے بازو کو قوی سے قوی تر کریں۔

اشتہار

اشتہار حاضری مدعی علیہا۔ مرتبہ محکمہ عدالت دیوانی منصفی تعلقہ مدگاؤں ضلع ناندیڑ واقع ۲۵ دے ۱۳۵۴ فصلی

نمبر مقدمہ ۱۳ سال ۱۳۵۴ ف باجلاس ... شنکر پرشاد بی اے ایل ایل بی منصف تعلقہ مدگاؤں

ناگ ناتھ مدعی بنام رکھاباری

دعوے

استقرار حق پہ سعید وغلیابی اراضی

بنام۔ رکھاباری ولد چودھری کشن۔ قوم مارواڑی عمر ۲۰ سال پیشہ تجارت ساکن ... تعلقہ پربھنی۔ ہرگاہ مدعی نے بخلاف تمہارے دعویٰ عدالت ہذا میں دائر کیا ہے اور تمہارے نام عدالت ہذا سے متعدد مرتبہ سمن جاری کئے گئے رپورٹ تعمیل کنندہ سے ظاہر ہوا کہ تمہارا پتہ نہیں چلا اور تم سمن کی تعمیل سے گریز کر رہے ہو۔ اس لئے اب بذریعہ اشتہار ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم بتاریخ ۱۲ بہمن ۱۳۵۴ف روز چہارشنبہ بمقام مدگاؤں بوقت (۱۰) بجے اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر مقدمہ کی پیروی وجوابدہی کرو بصورت غیر حاضری تمہارے خلاف کارروائی یکطرفہ حسب ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔ میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ مورخہ ۲۵ دے ۱۳۵۴ف

مہر عدالت

دستخط

منصف

شکر کی قیمت کا تعین

شکر کی قیمت کے تعین سے متعلق اپنے گزشتہ احکام کو منسوخ کرتے ہوئے حکومت سرکار عالی (صیغہ مالگزاری شاخ نگرانی اشیاء) نے ایک نیا حکم جاری کیا ہے جس کی رو سے ایسی شکر کی فروخت کے جو (سی ۳۰) یا اس کے مماثل ہو آئندہ حسب ذیل نرخ ہوں گے۔

(۱) اگر وقت واحد میں ایک یا ایک سے زائد تھیلے (فی تھیلہ ایک سو ۲۰ سیر) شکر کے خریدے جائیں تو قیمت فی تھیلہ اڑتالیس روپے آٹھ آنے سکہ عثمانیہ سے زائد نہ ہو۔

(۲) اگر وقت واحد میں ایک من (۱۲ سیری) سے کم مقدار میں شکر خریدی جائے تو نرخ دو سیر تین چھٹانک فی روپیہ سے زائد نہ ہو۔ اور

(۳) اگر وقت واحد میں ایک من (۱۲ سیری) یا اس سے زائد مقدار میں مگر ایک تھیلے سے کم شکر خریدی جائے تو نرخ فی من پانچ روپے سات آنے سکہ عثمانیہ سے زائد نہ ہو۔

(۴) پسی ہوئی شکر کی قیمت کا نرخ بھی مقرر کر دیا گیا ہے جو کسی حالت میں بھی فی تھیلہ اکاون روپیہ۔ فی من پانچ روپے گیارہ آنے اور فی روپیہ دو سیر دو چھٹانک سے زائد نہ ہونا چاہیئے۔

متذکرہ بالا نرخوں کا اطلاق بلدہ حیدرآباد اور تمام ایسے مقامات پر ہوگا جہاں ریلوے اسٹیشن ہوں دیگر مقامات کے لئے ریلوے اسٹیشن سے دوری پر تعلقدار صاحبان متعلقہ کو مجاز کیا گیا ہے کہ وہ حمل و نقل کے اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اپنے ضلع کی حد تک نرخوں کا تعین کریں۔

اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو تین سال تک کی سزا دی جا سکتی ہے اور ان پر جرمانہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

اعلان

حکومت سرکار عالی (صیغہ مالگزاری شاخ نگرانی نرخ اشیاء) نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ چاول کے نرخ جو وقتاً فوقتاً بذریعہ اعلانات مقرر کئے جاتے رہے ہیں وہ آخر بہمن ۱۳۵۵ف تک قائم رہیں۔ اسی طرح اول تعلقدار صاحبان اضلاع کے مقرر کردہ نرخ بھی جو آج کل جاری ہیں آخر بہمن ۱۳۵۵ف تک جاری رہیں گے۔

اضلاع میں حکومت کی سرگرمیاں

(سلسلہ صفحہ (۳))

کی تخفیف منظور کی ہے اور اس کے علاوہ حکومت نے دیگر مدات کے تحت بھی تخفیفات کی منظوری دی ہے جن کی مجموعی مقدار (۱۹،۵۰۰) روپے ہے۔

حکومت نے ضلع کریم نگر کے لئے آبپاشی کے دو پراجکٹس کے لئے بھی منظوری دی ہے جن میں ایک کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا ہے۔ ان میں سے ایک ترچیگاؤں پراجکٹ ہے جس کے مصارف کا تخمینہ (۹،۰۰۰) روپے کیا گیا ہے اور دوسرا اکنی پور پراجکٹ ہے جس کے مصارف کا تخمینہ (۸۶،۳۰۰) روپے ہے چیگاؤں پراجکٹ تعلقہ سلطان آباد میں واقع ہے اور اکنی پور پراجکٹ تعلقہ جگتیال میں۔

اول الذکر پراجکٹ کے تحت میریم ندی پر ایک بند بنایا جا رہا ہے یہ ندی چیگاؤں کے قریب بہتی ہے اور جس جگہ بند تعمیر کیا جا رہا ہے اس کا آب گیرہ تقریباً (۵۰) مربع میل ہے اس ذخیرہ آب میں تقریباً (۸۰،۱) لاکھ کیوبک فیٹ پانی جمع کرنے کی گنجائش ہو گی اور دوسری اضافی تعمیروں کو شامل کر کے بند کا طول ڈیڑھ میل ہوگا۔ توقع ہے کہ پانی کے اس نئے ذخیرے سے ایک ہزار ایکڑ اراضی کی آبپاشی ہو سکے گی اور مالگزاری میں سالانہ بارہ ہزار روپے کا اضافہ ہوگا۔

اکنی پور پراجکٹ کے تحت کونڈیکل واگر ندی کا کچھ پانی موضع اکنی پور کے تالاب اتپل چرو میں منتقل کرنا مقصود ہے اور اس مقصد کے لئے ندی سے تالاب تک نہریں بنائی جائیں گی۔ اس اسکیم کے تحت (۱۳۰۰) ایکڑ اراضی کی آبپاشی کا انتظام ہونے کی توقع ہے جس کی وجہ سے مالگزاری میں سالانہ (۶۱،۶۰۰) روپے کا اضافہ ہوگا۔

زراعت کی طرح کریم نگر میں تعلیم کو بھی ترقی ہو رہی ہے چنانچہ ممالک محروسہ میں تحتانی تعلیم کو وسعت دینے کے پنج سالہ لائحہ عمل کے تحت کریم نگر کی مجلس ضلع نے حال ہی میں ساٹھ تحتانی مدارس کی عمارتیں تعمیر کرنے کی منظوری دی ہے جن میں سے پچاس عمارتیں زیر تعمیر ہیں اور ان میں بھی سات تقریباً مکمل ہو چکی ہیں۔

شارع و وسائل نقل و حمل کو بھی ترقی ہو رہی ہے اور وصول شدہ اعداد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مجلس ضلع نے جس کی سالانہ آمدنی صرف (۲،۲۵،۰۰۰) روپے ہے سنہ ۱۳۵۰ف میں (۹۳) میل طویل نئی سڑکوں (۲۱۹) کنوؤں اور متعدد مواضعات میں قیام گاہوں کی تعمیر پر اکتیس ہزار روپے صرف کئے اس کے علاوہ مجلس مذکور نے اسی سال پچھتر ہزار روپے رفاہ عام سے متعلق امور پر بھی صرف کئے اور مقامی مجالس کو عطیے بھی دئے جن کی مجموعی مقدار اندازہ ... ہزار روپے ہے۔

محکمہ مالگزاری نے بھی بلدی آرائش کی متعدد اسکیمیں منظور کی ہیں چنانچہ کریم نگر میں قصبہ کریم نگر کو وسعت دینے کے لئے بائیس ہزار روپے کے صرفے سے (۶۲) ایکڑ اراضی حاصل کی گئی۔ یہ رقبہ آبادی کے مغرب میں واقع ہے اور پندرہ ہزار روپے کے مزید صرفے سے تعمیری کام جاری

ہے۔ جانی کنٹہ متصل حضور آباد کو ایک مدیرتی قصبہ بدیں کو ہنیشن ہے اور اس کی توسیع اور ترقی کا کام بھی ہو رہا ہے چنانچہ حال ہی میں اکیس ہزار روپے کے صرفے سے ایک نئی سڑک بنا کر اس کو حضور آباد سے مربوط کر دیا گیا ہے قصبات جگتیال پرسلہ اور حضور آباد بھی ان آرائشی اسکیموں میں شامل ہیں۔

جام صاحب ناونگر کی تقریر
ہندوستان کا مستقبل اور دیسی رؤسا

لندن ۳۰ دسمبر آج ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن کو مخاطب کرتے ہوئے مہاراجہ ناونگر نے "ہندوستان کا مستقبل اور دیسی رؤسا" کے عنوان پر تقریر کی اور کہا کہ وہ سیاسی مباحث کی گہرائی میں جانا نہیں چاہتے۔ لیکن زمانہ ماسبق پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ دستوری تبدیلی کے متعلق رؤسا کے رجحانات پر زور دینا چاہتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ "جیسا کہ میں دیکھتا ہوں کہ سیاسی اور دستوری باضابطہ ترقی رعایا اور رعایا کے موجودہ انفرادی حقوق کے توازن پر لازماً اثر انداز ہے ہر ایک کو ایک دوسرے کا حق جاننا چاہئے اور ان حقوق کا احترام ان پر واجب ہے۔

آگے چل کر انہوں نے کہا کہ ہمیشہ سے رؤسا کا بنیادی مطالبہ یہی رہا ہے کہ تاج کی زیر سرپرستی معاہدات کا احترام اور دوسرے ان کی موثر اور کافی حفاظت۔

جام صاحب نے رؤسا کی غیر مشروط مساعی جنگ کا ذکر کیا اور اس امر کی توضیح کی کہ رؤسا نے کرپس کی آمد کو کیوں ایوس کن سمجھا، اس لئے کہ ہندوستان کے مسودہ دستور سے اس دفعہ کو حذف کر دیا گیا تھا کہ تاج رؤسا کے تحفظ کی ضمانت کو لازم قرار دیتا ہے جیسا کہ اگست سنہ ۱۹۴۰ء میں انہیں یقین دلایا گیا تھا۔ انہوں نے اس پر زور دیا کہ رؤسا زمانہ کے ساتھ آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور اپنے ماضی کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔

روسی محاذ
دشمن کے حملے پسپا ہو رہے ہیں

ماسکو ۳۰ دسمبر آج صبح کے روسی اعلامیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ روسی دشمن کی مقاومت پر غالب آ کر اسٹالن گراڈ اور وسطی محاذ پر ... ڈال رہے ہیں۔

کمی اسٹالن گراڈ کے شمال مغرب میں روسیوں نے دریائے ڈان کے مشرقی کنارے پر مزید پیش قدمی کی۔ محاذ کے ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ جرمنوں نے اس علاقہ میں ایک ریلوے اسٹیشن کے قریب سات خطرناک جوابی حملے کئے۔ ان حملوں میں دشمن نے فوجوں کی ایک پوری ڈویژن سے کام لیا اس ڈویژن کے ساتھ ... ٹینک اور متعدد طیارے بھی تھے لیکن پیش قدمی کرنے میں دشمن کو کامیابی نہیں ہوئی۔ دشمن کے تمام جوابی حملوں کو پسپا کیا گیا اور روسی فوجیوں نے (۱۸) جرمن ٹینک برباد کئے۔

اسی علاقہ میں کسی جگہ روسی افواج نے دشمن کے تین سو آدمی ہلاک کئے اور ایک مستحکم علاقہ لے لیا اسٹالن گراڈ کے جنوب میں روسی کوٹل نکوو سے صرف دس میل رہ گئے ہیں خود اسٹالن گراڈ میں روسی بتدریج دشمن کو یکے بعد دیگرے تمام سڑکوں سے نکال باہر کر رہے ہیں اور دشمن سخت مقاومت کر رہا ہے۔ اسٹالن گراڈ کے اندر اور اس کے نواح میں جرمنوں کی صورت حال نازک ہو رہی ہے جبکہ روسی اپنا حلقہ تنگ کر رہے ہیں۔

وسطی محاذ پر روسی ویلیکی لوکی کے مشرق اور رزیو کے مغرب میں جہاں انہیں شدید مقاومت کا مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے آگے بڑھ گئے اس رقبہ میں کل کی لڑائی میں دشمن کے دو ہزار سپاہیوں کا صفایا ہو گیا۔

شمالی آفریقہ کی مہم کی تفصیلات

لندن ۳۰ دسمبر آج صبح دارالعوام میں امارت بحریہ کے فرسٹ لارڈ مسٹر اے۔ وی۔ الکزینڈر نے شمالی آفریقہ کی مہم کے دوران میں جو بحری حملے کئے گئے ان کی تفصیلات بیان کیں۔

انہوں نے کہا کہ ایک کافی طویل عرصہ کی تیاری کے بعد اس مہم کی کامیابی کا دار و مدار زیادہ تر دشمن کی اس حالت پر ہے کہ وہ دستوراتی بیخبر رہے۔ اس مہم میں بڑی حد تک جان پر کھیل گیا ہے لیکن دشمن کو دھوکہ دینے میں پوری کامیابی ہوئی۔

مسٹر الکزینڈر نے کہا کہ اس حد تک تو ہمارے نقصانات کافی ہوئے ہیں لیکن اب سے بھی کم کی توقع ہے جو حسب ذیل ہیں دو تباہ کن جہاز، بردار ٹک، اعدادی رومیکی کشتیاں ایک ایک ستر ولی کشتی ایک گروہی جہاز، سرنگیں بچھانے

والا ایک جہاز، ایک طیارہ شکن جہاز اور ایک طیارہ بردار جہاز ... ایک جہاز ضائع ہوئے۔ اس کے علاوہ ولندیزی بحریہ کا ایک تباہ کن جہاز ضائع ہوا۔

مسٹر الکزینڈر نے یہ بھی کہا کہ ہم ان تجارتی جہازوں کی تعداد نہیں بتائیں گے جو غرق ہوئے ہیں کیونکہ دشمن پہلے کی طرح اپنے جھوٹے دعووں کو تقویت دے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ شمالی آفریقہ کے بیڑے میں نہ صرف برطانوی اور امریکی جہاز تھے بلکہ نیم ڈنمارک، ولندیز، ناروے اور پولستان کے جہاز بھی شامل تھے۔ آگے چل کر انہوں نے بتایا کہ اس مہم میں شاہی ہوائی بیڑے اور فلیٹ ایر آرم نے جو بہت بڑا حصہ لیا ہے اس مہم کی کامیابی کا باعث ہے۔

مفاہمت کی کوشش

(بقیہ سلسلہ ۱)

سے ساتھ کوشش کرنا چاہتے ہیں اور ملک میں سیاسی جنگ کو ترقی دینا چاہتے ہیں تو انہیں اپنی توجہ کو اس امر پر مرکوز کر دینا چاہیئے کہ کانگریس کی پالیسی اور سرگرمیوں میں تغیر پیدا کیا جائے۔

واقعہ یہ ہے کہ کانگریس اور حکومت کے مابین اختلافات کی اصلی وجہ کانگریس کی وہ روش ہے جو اس نے جنگ کی نسبت اختیار کی ہے۔ کانگریس کی اس پالیسی کی تہہ میں کانگریس کے نوق الصدر مہاتما گاندھی کی رائے خیالات اور عقول کارفرما ہیں۔ جب تک یہ روش برقرار رہے گی کانگریس اور حکومت کے مابین سمجھوتہ کا کوئی امکان نہیں۔ اور جب تک کانگریس کی مخالفانہ روش جاری رہے گی ایسا سمجھنا جنگ جیتنے کے لئے ممد و معاون ثابت نہ ہوگا۔ کانگریس کی اس روش کو بدلنے کے لئے مصلح کار آخر کیا کر رہے ہیں؟ کچھ نہیں۔

بلکہ اس کے برعکس وہ کانگریس کو ملک میں اچھال رہے ہیں اور اس طرح غلط رجحانات کو تقویت پہونچا رہے ہیں۔

اگر کانگریس سے مفاہمت ہوگئی تو ملک میں اس مفہوم میں امن قائم ہو جائے گا کہ کانگریس کی ہنگامہ آرائی ختم ہو جائے گی۔ ایک وسیع تر مفہوم میں بھی یعنے جاپان کے آگے ہتیار ڈال دینے سے بھی ملک میں امن قائم ہو جائے گا۔ کیا ایسے امن سے آزادی حاصل ہوگی؟ مصلح کار کیا چاہتے ہیں امن یا آزادی؟ بداہتہً وہ امن کے خواہشمند ہیں۔ اس کا یہ رجحان آزادی کی نفی کر دیتا ہے۔ مفاہمت کی ان کوششوں سے کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ اس کے برعکس عوام کی اخلاقی حالت پر اس کا مضر اثر پڑتا ہے۔ سیاسی جنگ میں ان کا جوش و خروش سرد ہونے لگتا ہے کانگریس کا بتدریج گرتا ہوا وقار سنبھلنے لگتا ہے اور عوام اور حکومت کے مابین ایک خلیج حائل ہو جاتی ہے۔ اس وقت ترقی اور رجعت کی قوتوں میں بین الاقوامی اور قومی محاذ پر ایک جنگ ہو رہی ہے اس جنگ کو لڑ کر جیتنا ضروری ہے۔ مگر دور دل و دماغ کے لوگ جو کسی فریق کا ساتھ نہیں دے سکتے انہیں علحدہ رہنا چاہیئے لیکن انہیں بے موقع کوشش مفاہمت سے احتراز پیدا کرنا چاہیئے۔



احمدیہ پریس چارمینار میں طبع ہوکر دفتر مملکت سائیکل ٹورپ سے شائع ہوا۔